عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختمِ نبوّۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۸ | ۳ تا ۹ / محرم الحرام ۱۴۳۰ھ مطابق یکم تا ۷ / جنوری ۲۰۰۹ء | شمارہ: ۱

خلیفۂ ثانی، اَمیرُ المؤمنین
حضرت عُمر فاروق رضی اللہ عنہ
فضائل و مناقب

قادیانی مُہرے کی تعریف و توصیف
آخر مقصد کیا ہے؟

Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

بد دماغ شوہر کے لئے دعا کرنا

عالیہ چوہدری، اٹک

س:......ایسے شوہر کے متعلق کیا حکم ہے جو پانچ وقت کا نمازی ہو، اعتکاف بھی بیٹھتا ہو، لیکن لوگوں کے کہنے پر اپنی بیوی پر طرح طرح کے الزام بھی لگاتا ہو، یہاں تک کہ زنا کا الزام بھی لگاتا ہو، جبکہ اس میں ایک فیصد بھی سچائی نہ ہو؟

ج:......ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرنا چاہئے کیونکہ پاکدامن اور نیک صالحہ پر الزام اور تہمت لگانا بڑا گناہ ہے۔

س:......کیا ایسے شوہر کو چھوڑ دینا چاہئے جبکہ بچے بھی جوان ہو رہے ہوں؟

ج:......چھوڑنا تو نہیں چاہئے البتہ اس کو سمجھانا چاہئے کہ اگر آپ اپنی بری حرکات سے باز نہ آئے تو میں کوئی بھی فیصلہ کرلوں گی، مگر یہ سب کچھ ڈرانے کے لئے ہو۔

س:......میرے لئے کیا حکم ہے جبکہ میں قرآن کو گواہ بنا کر اپنی بے گناہی کو واضح کرچکی ہوں، وہ پھر بھی اپنی ضد پر قائم ہے، اور اپنے فرائض ادا نہ کرنے کے باوجود تباہی کی طرف جارہا ہے؟

ج:......ایسے بد دماغ انسان کے لئے اللہ سے دعا کریں، اگر کوئی نیک صالح بزرگ قریب ہوں تو ان سے دعا کرائیں، اگر وہ کوئی تعویذ دیدیں تو ان کو پلایا جائے میں بھی آپ کے شوہر کی اصلاح کے لئے دل سے دعا کرتا ہوں۔

جادو کی کاٹ کیلئے ہندو ساحر سے مدد لینا

حافظ کریم بخش مینگل، کراچی

س:......جادو یا کالے علم کا کاٹ یا توڑ کسی ہندو کو معاوضہ دے کر کرایا جاسکتا ہے؟

ج:......ہمارے اکابر نے اس کو ناپسند کیا ہے، پھر یہ ایمانی غیرت کے بھی خلاف ہے کہ ایک ہندو سے علاج کرایا جائے جبکہ یہ بھی معلوم نہ ہو کہ وہ کیا علاج کرتا ہے؟ ظاہر ہے وہ دین و شریعت کے مطابق تو نہیں کرے گا، اپنی رامائن اور گیتا کے مطابق کرے گا، کیا کوئی مسلمان گوارا کرسکتا ہے کہ اس پر گیتا یا رامائن کا دم کیا جائے؟

پرائز بانڈ کا حکم

اختر حسین، راولپنڈی

س:......اسلام میں پرائز بانڈ کے بارے میں کیا حکم ہے؟ تفصیل سے جواب دیں۔

ج:......پرائز بانڈ پر نکلنے والا انعام وصول کرنا ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ اس میں سود اور جوئے کی آمیزش ہے۔

مولانا سعید احمد جلال پوری

س:......جیسا کہ پیپسی والے اشتہار دے رہے ہیں کہ ایس ایم ایس کرو، روزانہ ایک لاکھ کا انعام نکلتا ہے، اس بارے میں اسلام میں کیا حکم ہے؟ کیا یہ انعام اسلام میں جائز ہے یا نہیں؟

ج:......اسی طرح پیپسی پر انعام بھی ناجائز ہے، تفصیلات سوال کی تفصیل کی صورت میں عرض کی جاسکتی ہیں۔

بیع اور وعدہ بیع

محمد اقبال، راولپنڈی

س:......کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ کسی زمین کی خرید کی مد میں دس فیصد رقم ادا کرنے کے بعد اس کا قبضہ حاصل کرکے اس زمین پر بلڈنگ بنانا اور فروخت کرنا جائز ہے؟

ج:......دس فیصد پیشگی ادائیگی کی صورت میں اگر زمین اور مکان کا قبضہ مل جائے اور بقیہ رقم کی ادائیگی کی تفصیلات طے ہوجائیں تو اس زمین و مکان کو آگے پلاٹ اور فلیٹ کے وعدہ پر فروخت کرنا جائز ہے، اور یہ وعدہ بیع کی شکل ہوگی، ہاں ان پلاٹوں اور فلیٹس کو ان کا خریدار اس وقت تک مزید آگے فروخت نہیں کرسکے گا، جب تک اس کو قبضہ نہ مل جائے یا ان کا ڈھانچہ نہ کھڑا ہوجائے۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوّۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۸ ۳ تا ۹/محرم الحرام ۱۴۳۰ھ مطابق یکم تا ۷/جنوری ۲۰۰۹ء شمارہ:۱

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

مدیرِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قادیانی مہرے کی تعریف و توصیف...	۵	مولانا سعید احمد جلال پوری
حضرت عمر فاروقؓ کا ایمان افروز عہد	۷	مولانا اکرام الدین
سیدنا عمر فاروقؓ... فضائل و مناقب	۱۲	حافظ خالد رشید
سن ہجری کے نئے سال کا آغاز	۱۴	شمس الحق ندوی
حق پرستانہ حکمت عملی کی ضرورت	۱۷	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
اسلامی نظریاتی کونسل کی مجتہدانہ تحقیق (۲)	۱۹	مولانا سعید احمد جلال پوری
خبروں پر ایک نظر	۲۵	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زرِ تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ
نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۲۷۸۰۳۳۷، ۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35.Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اسی بنا پر جب ایک صحابیؓ نے فوت ہونے والے کو جنت کی مبارک باد دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یہ کہہ کر ٹوک دیا کہ تجھے کیا خبر؟ شاید اس نے کبھی کوئی بے مقصد لفظ بولا ہو جس پر اس سے مناقشہ کیا جائے، یا اس نے کسی ایسی چیز کے دینے میں بخل سے کام لیا ہو جو خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتی، مثلاً: علم کی بات بتانا، یا ضرورت مند کو آگ دے دینا۔

اس حدیثِ پاک سے جہاں یہ بات معلوم ہوئی کہ بے مقصد باتیں کرنا اور ایسی چیزوں میں بخل کرنا بری بات ہے، وہاں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مرنے والے کی تعریف میں مبالغہ نہ کیا جائے، اور نہ اس کے جنتی ہونے کا قطعی حکم لگایا جائے، ہاں! ایک مسلمان کے بارے میں نیک گمان رکھنے کا حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و فضل سے اس کی بخشش فرمادی ہوگی۔

کم گوئی کا بیان

”حضرت بلال بن الحرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: بے شک تم سے ایک آدمی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا لفظ کہہ دیتا ہے، اس کو یہ گمان بھی نہیں ہوتا کہ وہ کس مرتبے کو پہنچے گا، مگر اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کلمے کی بدولت ہمیشہ کے لئے اپنی رضامندی لکھ دیتے ہیں، اور بے شک تم میں سے ایک شخص اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی بات کہہ دیتا ہے، اس کو یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ یہ بھی کوئی ناراضی کی بات ہوگی، مگر اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے اس لفظ کی وجہ سے قیامت تک اپنی ناراضی لکھ دیتے ہیں۔“

(ترمذی ج:۲ ص:۵۵)

حدیث کا مضمون واضح ہے کہ بعض اوقات آدمی بعض الفاظ کو معمولی سمجھ کر کہہ دیتا ہے، حالانکہ وہ معمولی نہیں ہوتے، بلکہ ان کی وجہ سے اس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی رضامندی یا ناراضی کا فیصلہ فرمادیتے ہیں، اس لئے آدمی کو اپنی زبان بڑی احتیاط سے استعمال کرنی چاہئے۔ حضرات صوفیہ کرام قدس اللہ اسرارہم نے مجاہدۂ نفس کے چار شعبے قرار دیئے ہیں۔ ۱:...قلتِ کلام، ۲:...قلتِ طعام، ۳:...قلتِ منام، ۴:...قلتِ اختلاط مع الانام، یعنی کم کھانا، کم سونا، کم بولنا اور لوگوں سے کم ملنا، مولانا رومیؒ فرماتے ہیں:

چشم بند، گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی نورِ حق بر ما بخند

واقعی جب تک آدمی فضولیات ولغویات سے چشم بندی، گوش بندی اور لب بندی نہ کرے، وہ نہ دُنیا کے کسی کام کا ہے، نہ دین کے۔ زبان، حق تعالیٰ شانہٗ کی بہت بڑی نعمت ہے جو انسان کو عطا کی گئی ہے، اس کی قدر ان سے پوچھنا چاہئے جو اس نعمت سے محروم ہیں، لیکن اسی زبان کو جب آدمی فضول باتوں میں استعمال کرنے لگے تو اس سے بڑھ کر انسان کا کوئی دشمن نہیں!

دُنیا میں جس قدر شر و فساد پھیلا ہے، آپ غور کریں گے تو اس کا بیشتر حصہ زبان کی پیداوار نظر آئے گا، حق تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھیں۔

اللہ تعالیٰ کی نظر میں دُنیا کی حقارت و ذلت

”حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر دُنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پَر کے برابر بھی قدر و قیمت رکھتی تو یہاں کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی پینے کو نہ دیتا۔“ (ترمذی ج:۲ ص:۵۶)

”حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں اس جماعت میں شامل تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں بکری کے مرے ہوئے بچے پر ٹھہری۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ: آپ لوگوں کا کیا خیال ہے، اس مُردار کو جب اس کے مالکوں نے یہاں پھینکا تو یہ ان کے نزدیک ذلیل و بے قدر تھا یا نہیں؟ صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کے بے قدر اور ذلیل ہونے کی وجہ ہی سے تو انہوں نے اسے یہاں پھینکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دُنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جس قدر کہ یہ مردہ بچہ اپنے مالکوں کے نزدیک حقیر اور بے قیمت ہے۔“

(ترمذی ج:۲ ص:۵۶)

صحیح مسلم میں بروایت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ یہ واقعہ اس طرح آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر بکری کے کن کٹے مردہ بچے پر ہوا، جو گندگی کے ڈھیر پر پڑا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ: تم میں کون ہے جو اس کو ایک درہم میں خریدنے پر تیار ہو؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس مردار کو ایک درہم میں کون لے سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ کے نزدیک دُنیا اس سے بھی زیادہ ذلیل و حقیر ہے۔

(جاری ہے)

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

قادیانی مہرے کی تعریف و توصیف!

آخر مقصد کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

۲۲/نومبر ۲۰۰۸ء کے انگریزی اخبار روزنامہ دی نیوز میں پی پی پی کے ترجمان جناب فرحت اللہ بابر کا ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی برسی کی مناسبت سے اس کی شخصیت اور خدمات کے اعتراف میں ایک مضمون شائع ہوا ہے، ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو یہودیوں نے نوبل پرائز دیا اور اس نوبل پرائز کو قادیانیوں نے اپنے مذہب کی صداقت کے طور پر پیش کیا اور ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی اس شہرت اور ''اعزاز'' کو انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی اس ''گپ'' سے منسلک کرتے ہوئے مرزائی دین کی صداقت کا نشان قرار دیا، کیونکہ قادیانیوں کے بقول مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ کہا تھا کہ: ''میرے ماننے والوں کو شہرت کی بلندیوں تک پہنچایا جائے گا۔'' لہٰذا عبدالسلام کی شہرت مرزا کی صداقت کی دلیل ہے۔

عجیب بات ہے کہ مرزا جی کی زندگی بھر میں تو کوئی پیش گوئی پوری نہ ہوئی، بلکہ اس نے جب بھی کوئی پیش گوئی کی، اللہ تعالیٰ نے اس کو چوراہے پر ننگا کردیا، قادیانی امت گواہ ہے کہ مرزا جی نے جو جو پیش گوئیاں کی تھیں ایک ایک کرکے سب جھوٹی نکلیں، مثلاً محمدی بیگم کے نکاح کی پیش گوئی، جس کو مرزا جی نے اپنی صداقت کا معیار قرار دیا تھا اور کہا تھا کہ:

> ''اس قادر مطلق نے مجھ سے فرمایا ہے کہ اس شخص (یعنی مرزا احمد بیگ صاحب کی دختر کلاں (محترمہ محمدی بیگم) کے لئے سلسلہ جنبانی کر... اگر (احمد بیگ نے اس) نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی بُرا ہوگا، اور جس دوسرے شخص سے

بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا۔

پھر ان دنوں زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ مکتوب الیہ (یعنی احمد بیگ) کی دختر کلاں کو ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد اسی عاجز کے نکاح میں لائے گا۔

بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئیوں سے بڑھ کر کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا۔"

(مجموعہ اشتہارات ج:۱ص:۱۵۷،۱۵۹)

"میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔" (انجام آتھم ص:۳۱ حاشیہ روحانی خزائن ج:۱۱ص:۳۱)

افسوس کہ مرزا جی زندگی بھر ایڑیاں رگڑتے رگڑتے مر گیا مگر محمدی بیگم اس کے نکاح میں نہ آئی، اسی طرح اس نے کہا تھا کہ عبداللہ آتھم فلاں دن تک مر جائے گا، مگر افسوس کہ پوری مرزائیت دعائیں کرتے کرتے اور روتے روتے تھک گئی، مگر وہ سخت جان نہ مرا، اور مرزا کی نبوت کو لے ڈوبا۔

غرض مرزا جی نے جو بھی پیش گوئی کی، اس میں اس کو ناکامی اور ذلت کا منہ دیکھنا پڑا، مرزا جی کی زندگی بھر کی پیش گوئیوں کی روشنی میں اس کا فیصلہ کرنا آسان ہے کہ مرزا جی کس قدر راست باز اور سچے تھے؟

بہر حال مرزا کے مرنے کے طویل عرصہ بعد ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی شہرت سے مرزائیوں کو سنبھالا دینے کا موقع ملا مگر وہ بھی خود ساختہ اور کچی دیوار ثابت ہوئی۔

بہر حال عبدالسلام قادیانی کے نوبل پرائز اور اس کی غداری پر مشتمل تفصیلات "غدار پاکستان" نامی رسالہ میں دیکھی جاسکتی ہیں، جو تحفہ قادیانیت اول کے علاوہ الگ سے بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفاتر سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

تاہم یہ بات ناقابل فہم ہے کہ پی پی پی کے ترجمان فرحت اللہ بابر نے جس کی پی ایچ ڈی کی ڈگری آج کل موضوع بحث ہے، عبدالسلام قادیانی کی خدمات اور تعارف پر کیوں مضمون لکھا؟

عین ممکن ہے کہ اوپر سے اشارہ ہوا ہو کہ سندھ کو بچانا ہے تو ہمارے مہرے کی تعریف و توصیف پر ایک مضمون لکھو؟ لیکن بابر صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ جس نے قادیانیوں کا ساتھ دیا یا قادیانیوں نے جس کا ساتھ دیا، اس کی لٹیا ڈوبی، پہلے تو شاید بابر صاحب کی سندھ کا مسئلہ حل ہو جاتا، مگر اب ان کے قادیانیوں کی حمایت کرنے سے اندازہ ہو گیا کہ ان کی سندھ کی بیل منڈھے نہیں چڑھ سکے گی۔ پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ پی پی پی کے ترجمان صاحب اس گروہ کے ایک فرد کی حمایت میں مضمون لکھ رہے ہیں جس کی بابر صاحب کے قائد کی پھانسی میں ہاتھ تھا اور ان کی موت پر قادیانیوں نے گھی کے چراغ جلائے تھے۔

کیا کہا جائے کہ موصوف اپنے قائد اور اپنی جماعت سے مخلص ہیں؟ یا قائد کے مخالفین سے؟

کیا پی پی پی کے ارکان ایسے غدار کو اپنی جماعت میں برداشت کرنے کو تیار ہیں جس نے اپنے قائد کے دشمنوں کی حمایت پر دی نیوز کے صفحات کالے کر کے اپنے قائد کے موقف کی پیٹھ پر چھرا گھونپا ہے؟

بابر صاحب! آپ کی تحریر سے قادیانیوں کا کچھ فائدہ ہو یا نہ ہو، بہر حال آپ کی دینی اور ملی غیرت کا حال واضح ہو گیا کہ آپ نعوذ باللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں ہیں، بلکہ آپ کی ہمدردیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں کے ساتھ ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

مولانا اکرام الدین

حضرت عمر فاروقؓ کا ایفائے عہد

آفتاب اسلام غار حرا سے طلوع ہو کر نصف النہار پر پہنچ چکا تھا، کفر و شرک کی گھٹائیں جو اس پر چھا جانے کے لئے عرب کے گوشے گوشے سے ہجوم کر اٹھی تھیں، وہ توحید الٰہی کے ابر ہدایت بار میں تبدیل ہو چکی تھیں، چپہ چپہ سے اٹھنے والے بغض و عناد کے طوفان، اتقیاء و اطاعت کی نسیم خوش خرام سے بدل چکے تھے، ریگستان عرب کا ذرہ ذرہ نور حق سے جگمگا رہا تھا، انسانی حاکمیت و خداوندی کی شمع بھڑک بھڑک کر گل ہو چکی تھی، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا قرآن ہر انسان کا دستور حیات بن چکا تھا۔

ہجرت کا سولہواں سال تھا، حضرت فاروق اعظم مسند خلافت پر متمکن تھے اور اسلام کے آفتاب عالم کی شعاعیں شام و فارس اور مصر میں جہل و ضلالت اور کفر و شرک کی تاریکیوں کا تعاقب کر رہی تھیں، ہرقل قیصر روم ارض شام کو الوداع کہہ چکا تھا، رومی سلطنت کی عظمت حکومت الٰہیہ کے سنگ در پر سرنگوں ہو چکی تھی، انا ربکم الاعلیٰ کا زعم رکھنے والے فرعون کی سرزمین مصر کے قصر و بام اللہ اکبر کے نعروں سے گونج رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوب دعوت کو بے ادبی سے چاک کر کے پھینک دینے والے خسرو فارس کی سلطنت پارہ پارہ ہو چکی تھی۔

اسلامی سلطنت کے متعدد بلاد و مقامات غازیان اسلام فتح کر چکے تھے، قادسیہ کا میدان کارزار گرم تھا، دونوں فریقوں نے زبردست فوجی اجتماع کیا تھا، ایرانیوں کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز تھی، ان کے ساتھ تین سو جنگی ہاتھی تھے، بڑے بڑے نبرد آزما اور نامور بہادران فارس، افسری کے فرائض انجام دے رہے تھے، مجاہدین کی تعداد بھی تیس ہزار کے قریب تھی۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سپہ سالار اعظم تھے، ایرانیوں کا سپہ سالار رستم تھا۔

تین روز تک نہایت ہولناک اور خونریز معرکہ آرائی ہوئی، تیسرے روز غازیان اسلام اس جوش سے لڑتے بڑھتے ہوئے اس مقام تک چلے گئے جہاں رستم تخت پر بیٹھا ہوا عساکر ایران کو لڑا رہا تھا، رستم نے اپنی حالت نازک دیکھی تو وہ بھی آمادۂ پیکار ہو گیا، لیکن مسلمانوں کے جوش و خروش اور عزم و استقلال کے سامنے وہ زیادہ دیر تک ثابت قدم نہ رہ سکا اور زخموں سے چور چور ہو کر بھاگا، ایک مجاہد نے جن کا نام بلال تھا، رستم کا تعاقب کیا، رستم گھبرا کر نہر میں کود پڑا، بلال ٹانگ پکڑ کر اسے باہر کھینچ لائے اور قتل کر کے سر ہاتھ میں لئے ہوئے اس کے تخت پر چڑھ گئے اور نعرہ لگایا: "خدا کی قسم میں نے رستم کو قتل کر دیا۔"

رستم کے مارے جاتے ہی ایرانی بدحواس ہو کر بھاگے، مسلمانوں کو کامل فتح نصیب ہوئی، اس جنگ میں جس قدر مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا نہ اس سے پہلے کبھی آیا تھا، نہ اس کے بعد آیا۔

حضرت فاروق اعظمؓ مدینہ طیبہ میں بڑی بے چینی سے اس جنگ کے نتیجہ کا انتظار کر رہے تھے مژدہ فتح سن کر سجدۂ شکر ادا کیا۔

ہرمزان، ایرانیوں کا ایک نامور سپہ سالار تھا، قادسیہ میں ایرانیوں کو شکست ہوئی تو وہاں سے بھاگ کر اہواز چلا گیا، صوبہ اہواز کی سرحد بصرہ سے ملی ہوئی تھی جو مسلمانوں کا ایک نوتعمیر شہر تھا، اس کی حفاظت کے لئے اہواز کا مسلمانوں کے زیر تصرف رہنا ضروری تھا، چنانچہ حضرت عتبہ بن غزوان نے ہرمزان کو اہواز کے علاقے سے بے دخل کرنے کے لئے حضرت سعیدؓ بن ابی وقاص سے مدد طلب کی آپ نے فوج بھیج دی۔

حضرت عتبہ نے سلمیٰ بن القیس اور حرملہ بن مریطہ کو ہرمزان کے مقبوضات پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا، خوزستان اہواز کا پایۂ تخت تھا، وہاں عربوں کا ایک خاندان آباد تھا، سلمیٰ اور حرملہ نے اس کو قومی و ملی غیرت کا واسطہ دے کر مدد کا مطالبہ کیا، ان دونوں آدمیوں کی کوششیں رائیگاں نہ گئیں، غالب وائلی اور کلیب بن وائل ان سے ملنے آئے اور وعدہ کیا کہ جس وقت تم لوگ مناذر اور نہر تیری پر حملہ آور ہو گے ہم بھی شہر کے اندر سے حملہ کر دیں گے، اس عہد و پیمان کے بعد سلمیٰ اور حرملہ غازیان بصرہ کو لے کر آگے بڑھے۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے نعیم بن مسعود کو بھی حضرت عتبہ کی درخواست پر مدد کے لئے بھیجا تھا، چنانچہ وہ بھی اہل کوفہ کو لے کر ہرمزان پر حملہ کرنے کے لئے آ گئے تھے، باہر سے ان دونوں سپہ سالاروں نے حملہ کیا اور اندر سے حسب وعدہ غالب اور کلیب حملہ آور ہوئے، ہرمزان تاب مقابلہ نہ لا سکا، مجاہدین

اسلام نے تعاقب کیا، اس دارو گیر میں ہزاروں ایرانی مارے گئے، غازیان اسلام نہر دجیل کے کنارے جو دریائے دجلہ کی ایک شاخ تھی پہنچ کر ٹھہر گئے اور ہرمزان پل کے ذریعے پار اتر گیا۔ دوسرے روز ہرمزان نے صلح کا پیغام بھیجا جسے مسلمانوں نے اس شرط پر منظور کرلیا کہ مناذر اور نہر تیری میں غالب اور کلیب کے ماتحت فوج کا ایک ایک دستہ متعین کر کے واپس چلے آئے۔

افسران اسلام کی واپسی کے بعد غالب وکلیب اور ہرمزان میں سرحد کے متعلق اختلاف ہوا اور یہ معاملہ سلمیٰ اور حرملہ کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے غالب اور کلیب کی تائید کی اس پر ہرمزان باغی ہوگیا اور اطراف وجوانب کے باشندوں کو ملا کر جنگ کی تیاریاں کرنے لگا۔

حضرت عتبہ بن غزوان کو جب ان حالات کا علم ہوا تو انہوں نے حرقوص بن زہیر کو ہرمزان کی سرکوبی کے لئے مامور فرمایا، مقام سواق اہواز میں دونوں فوجیں صف آرا ہوئیں، حرقوص نے مجاہدین کو حملے کا حکم دیا، مجاہدین نے تلواریں کھینچ لیں اور اللہ اکبر کا نعرہ مار کر ٹوٹ پڑے، ایرانی بھی مصروف پیکار ہوگئے تلواریں چلنے لگیں، نیزے کام کرنے لگے، ہتھیاروں کی جھنکار، بہادروں کی للکار، زخمیوں کی چیخ و پکار سے میدان محشرستان کا نمونہ بن گیا، سر اور ہاتھ کٹ کٹ کر گرنے لگے، خون کی بارش ہونے لگی، زمین لالہ زار بن گئی، میدان مجروحین و مقتولین سے پٹ گیا۔

مسلمان بڑھ بڑھ کر وار کر رہے تھے اور ایرانیوں کو دباتے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے، ہرمزان ایک بلند مقام پر کھڑا اپنی فوجوں کو لڑا رہا تھا، اس نے دیکھا کہ مسلمان برابر ایرانیوں کو دباتے چلے آرہے ہیں تو اس نے آواز دی:

"بہادرو! قدم آگے بڑھاؤ، حوصلہ سے کام لو، مسلمان تم سے تعداد میں بہت کم ہیں بڑھو اور مارو۔"

یہ سن کر پیچھے ہٹے ہوئے ایرانی سنبھال کر کھڑے ہوگئے اور جم کر مقابلہ کرنے لگے، حرقوص بن زہیر نے یہ حالت دیکھی تو چلا کر کہا:

"غازیان اسلام! آفتاب سر پر چلا آرہا ہے، دوپہر سے پہلے ہمیں دشمن سے فیصلہ کرلینا ہے، تم نے تو بڑے بڑے معرکے دیکھے ہیں، اس جنگ کی کیا حقیقت ہے؟ تلواریں بلند اور نیزے سیدھے کرلو اور برق بے اماں بن کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑو، تمہارے لئے جنت کی ابدی نعمت بھی ہے اور فتح وظفر مندی بھی، تمہیں آگے بڑھنے سے کون سی چیز روک سکتی ہے۔"

حرقوص کے ان چند الفاظ نے مسلمانوں کو جوش سے بیتاب کردیا، ایک دفعہ پھر پوری تیزی سے تلواریں چلنے لگیں اور نیزے گردش کرنے لگے، تھوڑی ہی دیر میں دشمنوں کی لاشوں سے میدان پٹ گیا، ایرانی بے ترتیبی سے پیچھے ہٹے، مسلمان ان کی لاشوں کو روندتے ہوئے اور آگے بڑھتے ہوئے اس مقام تک پہنچ گئے جہاں ہرمزان کھڑا ہوا تھا، اس نے جنگ کا رخ دیکھا تو حوصلہ دلانے کی بجائے خود بھاگ کھڑا ہوا، اس کے بھاگتے ہی ایرانیوں میں عام بدحواسی پھیل گئی جو بھاگ سکے وہ بھاگے، باقی قتل و گرفتار ہوئے مقام سواق اہواز پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔

حرقوص بن زہیر نے جزء بن معاویہ کو ہرمزان کے تعاقب کے لئے روانہ کیا اور حضرت فاروق اعظمؓ کی خدمت میں فتح کی خوشخبری بھیجی، جزء بن معاویہ شغر اور دورق تک بڑھتے چلے گئے، آخر میں مجبور ہوکر ہرمزان نے پھر صلح کی درخواست بھیجی جو حضرت عمرؓ کی اجازت پر اس شرط کے ساتھ منظور کی گئی کہ جو بلاد و مقامات مسلمانوں کے قبضے میں ہیں وہ انہی کے قبضے میں رہیں گے اور ہرمزان جزیہ ادا کرے گا۔

ایک طرف ہرمزان تھا جو بار بار صلح کرتا تھا اور پھر صلح کو پس پشت ڈال کر عہد شکنی پر اتر آتا تھا اور دوسری طرف یزدگرد جو شاہ ایران تھا جو اندر ہی اندر اہواز کے باشندوں کو آمادۂ بغاوت کر رہا تھا اور مسلمانوں کے مقابلے کے لئے ابھار رہا تھا، حرقوص جزء اور سلمیٰ کو ان حالات کی اطلاع ہوتی تو انہوں نے اس معاملہ پر غور کرنا شروع کیا۔

حرقوص نے کہا: "یزدگرد نے تمام علاقہ کو ہمارے خلاف آمادۂ بغاوت کردیا ہے، ہمیں کیا کرنا چاہئے؟"

جزء نے کہا: "جو کچھ بھی ہو ہم اہواز کو چھوڑ کر نہیں جاسکتے، خدا کو جو کچھ منظور ہوگا وہ ہوگا، ہم تو لڑنا جانتے ہیں اور نتیجہ کے لئے خدا پر بھروسا رکھتے ہیں۔"

"میں کب کہتا ہوں کہ اہواز کو چھوڑ دینا چاہئے، میری غرض یہ ہے کہ ہم اپنی موجودہ جمعیت پر اکتفا کریں یا دربار خلافت سے طالب امداد ہوں۔" حرقوص نے وضاحت کی۔

سلمیٰ نے اپنی رائے دی: "حالات معمولی نہیں ہیں یزدگرد نے تمام علاقہ میں بغاوت کی آگ بھڑکا کر بڑی تعداد میں فوجیں جمع کرلی ہیں، مقابلہ سخت ہوگا اس لئے ہمیں دربار خلافت کو ان حالات سے ضرور آگاہ کردینا چاہئے۔"

جزء نے کہا: "اس میں کوئی مضائقہ نہیں، اس بات کا تو میں بھی موید ہوں۔"

"ہاں تو اس سے زیادہ میری اور کوئی غرض نہیں ہے، دشمن قوی ہو یا ضعیف قلیل ہو یا کثیر، ہم لڑنے اور مقابلہ کرنے سے نہیں ڈرتے جب فتح وشہادت

دونوں ہی نعمتیں ہیں تو ہمیں جنگ سے کون سی چیز روک سکتی ہے۔'' حرقوص نے دونوں کی رائے سن کر کہا: اس مشورے کے مطابق حضرت فاروق اعظمؓ کو خط لکھا گیا۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو لکھا کہ نعمان بن مقرون کی سرکردگی میں ایک زبردست فوج روانہ کی جائے جو ہرمزان کو مسلمانوں کی طرف بڑھنے سے روک دے، اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو تحریر فرمایا کہ وہ بصرہ سے سعد بن عدی کی قیادت میں ایک فوج روانہ کریں جس کے میمنہ کے افسر براءبن مالک میسرہ کے افسر مجزاۃ بن ثور اور مقدمہ کے افسر فجہ بن ہرثمہ ہوں اور دونوں فوجوں کے مشترکہ سپہ سالار ابوسبرہ بن ابی رہم ہوں۔

حضرت فاروق اعظمؓ کی ہدایت کے مطابق اسلامی فوج کا سیلاب اہواز کی طرف بڑھا، سب سے پہلے حضرت نعمانؓ بن مقرون مجاہدین اسلام کو لے کر سرزمین اہواز میں داخل ہوئے اور ہرمزان کی طرف بڑھے، ہرمزان ایرانیوں کو لے کر مقابلہ کے لئے آیا۔

حضرت نعمان بن مقرون نے مجاہدین اسلام کی صفیں درست کیں اور حملہ کا حکم دیا، مجاہدین خود جنگ کے لئے بے تاب ہو رہے تھے، نعرۂ تکبیر کے ساتھ دشمنوں پر ٹوٹ پڑے، غازیوں کے نیزے مشرکوں کے سینے چھیدنے لگے اور تلواریں گلے کاٹنے لگیں، جوں جوں میدانِ جنگ گرم ہوتا جارہا تھا، مسلمانوں کا جوش ترقی کرتا جاتا تھا، حضرت نعمانؓ بن مقرون نے مسلمانوں کو للکارا:

''مجاہدو! دشمن کو بتادو کہ اسلامی سیلاب کو روکنا کھیل نہیں ہے اور ایسی بہادری سے کام لو کہ رام ہرمز کا راستہ صاف ہوجائے۔''

یہ سن کر مسلمانوں نے اور جوش سے حملہ کیا بجلی کی طرح تلواریں کوندنے لگیں اور چمکدار نیزے آنکھوں کو خیرہ کرنے لگے، میدان جنگ میں ایرانیوں کے خون کا چھڑکاؤ سا ہونے لگا، سرزمین حرب کشت لالہ کی طرح سرخ ہوگئی، مقتولین کے انبار لگ گئے، زخمیوں سے میدان پٹ گیا، ہرمزان بار بار ایرانیوں کو جوش دلاتا تھا لیکن اسلامی شجاعت و بہادری کے مقابلہ میں ثابت قدم رہنا آسان نہ تھا، جلد ہی ایرانی بھاگ نکلے، حضرت نعمان بن مقرون نے بڑھ کر رام ہرمز پر قبضہ کرلیا ہرمزان بھاگ کر تستر میں پناہ گزین ہوا۔ شہر بصرہ نیا نیا آباد ہوا تھا، ان میں تمام تر مجاہدین اور ان کے اہل وعیال آباد تھے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام حضرت فاروق اعظمؓ کا حکم پہنچایا کہ وہ مجاہدین بصرہ کو اہواز روانہ کردیں تو بصرہ میں ایک عام جوش پھیل گیا، ہر شخص فوج کے ساتھ جانا چاہتا تھا، گھر گھر میں جنگ کی تیاریاں ہورہی تھیں، کہیں کوئی تلواریں درست کررہا تھا، کہیں نیزے ٹھیک کئے جارہے تھے، کہیں گھوڑوں کے نعل، کہیں بھائی بھائی میں بحثیں ہورہی تھیں اور ہر بھائی خود فوج میں جانے کے لئے اصرار کررہا تھا اور دوسرے کو گھر رہنے پر مجبور کررہا تھا، کہیں باپ بیٹے میں یہی معاملہ درپیش تھا، باپ خود میدان جنگ میں جانا چاہتا تھا اور بیٹا خود، کہیں مائیں بیٹوں کو جہاد کے لئے جانے کی ترغیب دیتی تھیں، کہیں بہنیں بھائیوں کو جوش دلارہی تھیں، کہیں بیویاں شوہروں کو برانگیختہ کررہی تھیں اس طرح مجاہدین اسلام کی ایک بہت بڑی فوج بصرہ سے اہواز کے لئے روانہ ہوئی، اہل بصرہ شہر سے باہر دور تک مجاہدین کو الوداع کہنے آئے، مجاہدین نے اللہ اکبر اور سالما غانما کے شور میں اہواز کی طرف کوچ کیا۔

تستر میں ایک نہایت مستحکم قلعہ تھا، جس کے اردگرد ایک خندق تھی، ہرمزان نے تستر میں پناہ لی تو اس کے برجوں کی مرمت کرائی، خندق اور قلعہ کو درست کرایا اور اس کو جنگی ضرورت کے مطابق آراستہ کیا، اطراف جوانب میں جتنی ایرانی فوجیں تھیں سب تستر میں جمع ہوگئیں۔

اسلامی افسران نے ہرمزان کی غیر معمولی تیاری دیکھ کر حضرت عمرؓ کو خط لکھا، آپ نے حضرت موسیٰ اشعریؓ کو مجاہدین اہواز کی امداد کا حکم بھیجا۔ حضرت ابوموسیٰ فوج لے کر اہواز پہنچے اور تستر کا محاصرہ کرلیا کئی مہینے تک سلسلہ جنگ جاری رہا، آخر ایک روز حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے خاص اہتمام سے لشکر کو مرتب کیا، میمنہ کی افسری حضرت براء بن مالک کو دی اور میسرہ کی افسری حضرت براء بن عاذت کو رسالے کا افسر حضرت انسؓ بن مالک کو مقرر کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص رہ چکے تھے۔

مجاہدین اسلام فیصلہ کن جنگ کا فیصلہ کرچکے تھے۔ افسر میمنہ حضرت براء بن مالک دشمنوں کی صفیں درہم برہم کرتے ہوئے آگے بڑھے اور خندق عبور کرتے ہوئے شہر کے دروازے تک پہنچ گئے۔

ہرمزان نے آگے بڑھ کر حضرت براء بن مالک کو روکا، حضرت براء شہادت کا فیصلہ کرچکے تھے، اس لئے آپ نہایت بے پروائی سے ہرمزان کی رکاب خاص کی فوج کے دستے میں گھس گئے، آپ دائیں بائیں آگے پیچھے ہر طرف سے حملے کرتے اور جس طرف ٹوٹتے صف کی صف کاٹ دیتے، ایک دفعہ چاروں طرف سے آپ پر ایرانیوں نے حملہ کیا، ایک ایرانی نے آپ کی پشت پر نیزہ مارا تو دوسری طرف سے ایک نے تلوار ماری، اس شجاعت و بہادری سے لڑکر آپ نے درجہ شہادت حاصل کیا۔

حضرت براء بن مالک کی شہادت کے بعد اسی طرح مجزاۃ بن ثور جنگ آزما ہوئے جو بھی آپ کے مقابلے میں آیا مارا گیا، اس طرح دیر تک لڑتے رہنے کے بعد آپ بھی وفور جوش میں دشمنوں کی صف میں

گھس گئے اور ان کو قتل و مجروح کرتے ہوئے مرتبہ شہادت سے سرفراز ہوئے۔

مجاہدین کو ان دونوں افسروں کے مارے جانے کا بہت صدمہ ہوا اور انہوں نے برانگیختہ ہو کر ایرانیوں پر ایک سخت حملہ کیا، ایرانیوں کے حوصلے بھی بڑھ گئے تھے، وہ بھی جم کر لڑنے کے لئے تیار ہو گئے مسلمان ایرانی صفوں میں گھس گئے اور ایک ساتھ تلواروں اور نیزوں سے کام لینے لگے، تمام میدان جہاں تک شور و ہنگامے سے گونج اٹھا، بہادروں کے نعرے، سورماؤں کی للکار، گھوڑوں کی ہنہناہٹ، زخمیوں کی چیخ و پکار، ہر طرف یہی آوازیں سنائی دے رہی تھیں، مسلمانوں کی تلواریں برق غضب بن بن کر ایرانیوں پر گر رہی تھیں، ان کے نعروں کے ساتھ موت گردش کر رہی تھی، ایرانی مقتولین اور مجروحین سے سارا میدان پٹ گیا، مسلمانوں کے ہاتھوں اور تلواروں کے قبضہ پر انگل انگل بھر خون جم گیا، زمین پر جگہ جگہ خون نظر آنے لگا، جیسے اونٹ ذبح کئے گئے ہوں۔

ہرمزان نے دیکھا کہ اگر اسی طرح ایک پہر بھی لڑائی جاری رہی تو سارے ایرانی کھیت ہو کر رہ جائیں گے اس لئے اس نے اپنی فوج کو پیچھے ہٹنے کا حکم دیا اور شہر میں داخل ہو کر پھاٹک بند کر لیا مجاہدین نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔

اہل شہر محاصرے کی سختی سے گھبرا گئے تو ایک روز ایک ایرانی نے تیر میں خط باندھ کر اسلامی لشکر میں پھینکا، اس میں لکھا ہوا تھا کہ: ”اگر مجھے اور میرے خاندان کو امان دی جائے تو میں راستہ مسلمانوں کو شہر میں داخل ہونے کا بتا دوں۔“

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے یہ شرط منظور کر لی۔ وہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اس کے ساتھ آدمی بھیج دیا، جس کا نام اسراش تھا، وہ اسراش کو لئے ہوئے نہر دجیل کو عبور کر کے سرنگ کی راہ سے شہر میں داخل ہوا شہر میں پہنچ کر ایرانی نے اسراش سے کہا تم منہ پر کپڑا ڈال لو۔ انہوں نے منہ پر کپڑا ڈال لیا، وہ شخص منہ پر کپڑا ڈالے ہوئے ہرمزان کے محل کی طرف گیا، وہاں ہرمزان، رؤسائے شہر اور اراکین دولت کے ساتھ باتیں کر رہا تھا وہ شخص تمام مواقع دکھا کر اسراش کے ساتھ پھر سرنگ کے راستہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس چلا آیا، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے اسراش سے پوچھا تم نے اس شخص کا بیان کہاں تک درست پایا؟

اسراش نے جواب دیا: ”اس کا بیان بالکل درست ہے، میں نے شہر میں داخل ہونے کا خفیہ راستہ دیکھا اور گلی کوچوں کو بھی سمجھ لیا۔“

پھر تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت ابوموسیٰ

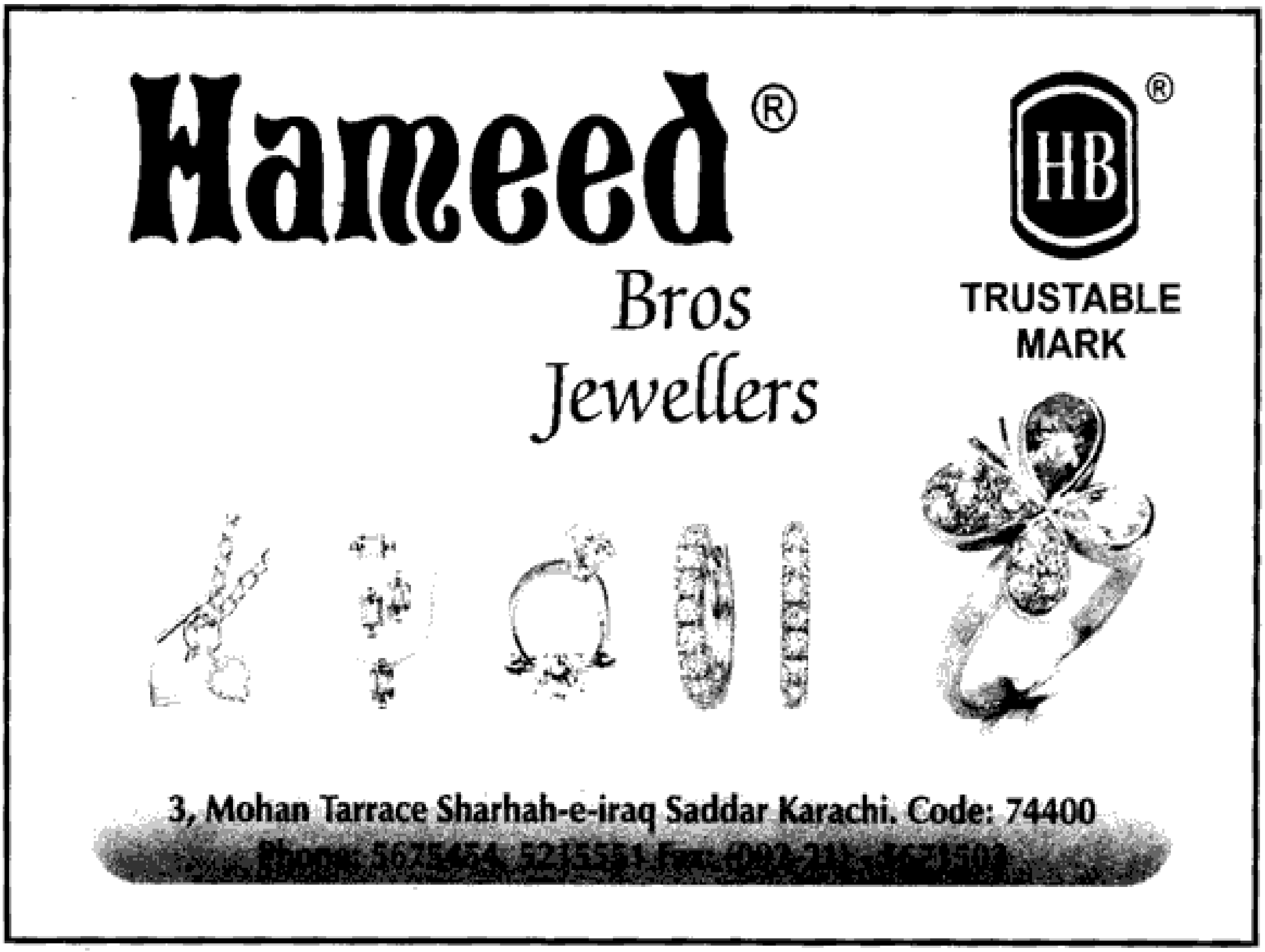

اشعریؓ نے پوچھا:

امراش نے جواب دیا: آپ مجھے دو سو جانباز سپاہی دے دیں تو میں ان شاء اللہ شہر پر قبضہ کراں گا؟

حضرت ابوموسیٰؓ نے بہادران اسلام کی طرف دیکھ کر فرمایا تمہارا کیا خیال ہے؟

ایک ساتھ سینکڑوں آوازیں بلند ہوئیں: ”ہماری جانیں خدا کی راہ میں حاضر ہیں شہر تو کیا چیز ہے ہمیں دریا اور آگ میں بھی کودنے کا حکم ہو تو کود پڑیں۔“

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے افسروں سے پوچھا: آپ لوگوں کی کیا رائے ہے ہمیں کون سا طریقہ اختیار کرنا چاہئے؟

افسروں نے کہا: امراش دو سو بہادروں کو لے کر شہر میں داخل ہوں اور ہم سب تیار ہو کر پھاٹک کے باہر موجود رہیں، جونہی شہر کا پھاٹک کھلے ہم بھی شہر میں داخل ہو جائیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے اس رائے کو پسند فرما کر مسلمانوں کو تیاری کا حکم دیا، دو سو مسلمان امراش کے ساتھ گئے اور باقی مسلمان حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے ساتھ پھاٹک کے باہر موجود رہے۔

امراش نے سرنگ کے راستہ شہر میں داخل ہو کر پھاٹک کے سپاہیوں پر حملہ کیا، سپاہیوں نے مقابلے کی کوشش کی لیکن غازیوں کی تلواروں نے بہت جلد انہیں خاک و خون میں ملا دیا، پھر مسلمانوں نے تلواروں سے تالے کاٹ کر پھاٹک کھول دیا، باہر کی اسلامی فوج بھی شہر میں داخل ہوگئی اور کشت و خون کا بازار گرم ہو گیا، ہرمزان کو مقابلے کی ہمت نہ ہوئی اور اس نے قلعے میں پناہ گزیں ہو کر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے درخواست کی کہ میں شہر سپرد کرنے کو تیار ہوں بشرطیکہ میرے ساتھ کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے اور مجھے حضرت فاروق اعظمؓ کی خدمت میں بھیج دیا جائے، وہ میرے ساتھ جو معاملہ چاہیں کریں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے ہرمزان کی درخواست منظور کرلی۔ ہرمزان نے قلعہ کو مسلمانوں کے سپرد کر دیا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ ہرمزان کو بارگاہ خلافت میں روانہ کیا، وہ ایک ایرانی رئیس اور سالار تھا اس لئے اس حالت میں بھی اس کی شوکت پسندی کا یہ عالم تھا کہ جب وہ مدینہ منورہ کے پاس پہنچا تو اس نے خاص طور پر زیب و زینت کی، دیبا کی قبا پہنی، جواہر نگار زیور پہنے، مرصع تاج زیب سر کیا اور کمر سے تلوار حمائل کی جس پر جواہرات جڑے ہوئے تھے اس طرح شان و شوکت کا مرقع بن کر شہر میں داخل ہوا۔

اہل مدینہ نے ایسا زرق برق لباس اور ایسا جواہر نگار تاج کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ان کے لئے ہرمزان طرفہ تماشا تھا، وہ جس طرف سے گزرتا تھا اہل مدینہ اسے حیرت و استعجاب سے دیکھتے تھے، حضرت فاروق اعظمؓ مسجد نبوی میں تشریف رکھتے تھے، جسم مبارک پر پیوند لگا ہوا موٹے کپڑے کا کرتہ زیب دے رہا تھا، آپ نے اس شان سے ہرمزان کو آتے دیکھا تو خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے ایسے ایسے لوگوں پر فتح و کامرانی عطا فرمائی اس کے بعد ہرمزان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: ”کیوں ہرمزان تو نے بدعہدی کی، آخر دیکھا تیرے حق میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ کیا ہوا؟“

ہرمزان نے کہا: ”عہد جہالت میں ہم اور آپ دونوں حق و ہدایت سے محروم تھے لیکن ہم زور و قوت میں زیادہ تھے، اس لئے ہمیں آپ پر غلبہ و اقتدار حاصل تھا، اب اسلام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نصرت و یاری آپ کے ساتھ ہے اس لئے اب آپ غالب و فتح مند ہیں۔“

یہ سن کر فاروق اعظمؓ نے کہا: اچھا یہ تو بتاؤ تم نے جو مسلمانوں کے ساتھ بار بار بدعہدی کی ہے اس کے لئے تمہارے پاس کیا عذر و جواب ہے: ”مجھے اندیشہ ہے کہ میرے جواب سے پہلے آپ مجھے قتل کر دیں گے“ ہرمزان نے جواب دینے سے پہلے کہا۔ ”نہیں تم مطمئن رہو ایسا نہ ہوگا“ فاروق اعظمؓ نے کہا۔

ہرمزان نے کہا میں پیاسا ہوں، مجھے پانی پلوا دیجئے۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے پانی منگوایا، ہرمزان نے پانی کا پیالہ ہاتھ میں لے کر کہا: ”مجھے اندیشہ ہے کہ میں پانی پینے لگوں تو آپ مجھے قتل کرا دیں گے۔“

”اطمینان رکھو جب تک تم پانی پی نہ لو گے تب تک تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا“ فاروق اعظمؓ نے کہا۔

یہ سن کر ہرمزان نے پانی کا پیالہ زمین پر رکھ کر کہا: ”آپ نے وعدہ فرمایا ہے کہ میں جب تک پانی نہ پی لوں مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا، اس لئے میں پانی نہ پیوں گا۔“

فاروق اعظمؓ نے کہا: تو نے میرے ساتھ فریب کیا لیکن خدا نے مجھے ایفائے عہد کا حکم دیا ہے، اس لئے میں تیرے ساتھ بدعہدی نہ کروں گا مگر تیری فلاح و سعادت اسی میں ہے کہ تو مسلمان ہو جا۔

ہرمزان نے مسکرا کر کہا: میں تو پہلے ہی مسلمان ہو چکا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ

”خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور

اقرار کرتا ہوں کہ محمد خدا کے رسول ہیں“

حضرت فاروق اعظمؓ کو ہرمزان کے اظہار اسلام سے جو مسرت ہوئی وہ اہواز کی فتح سے بھی نہ ہوئی تھی۔ آپ کی روشن پیشانی اور چمک اٹھی، مسلمانوں نے خوشی کے جوش میں صدائے تکبیر بلند کی، حضرت فاروق اعظمؓ نے ہرمزان کو مدینہ منورہ میں رہنے کو جگہ دی اور دو ہزار درہم سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا۔

خلیفہ ثانی امیر المومنین سیّدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

فضائل و مناقب

حافظ خالد رشید

ابتدائی حالات:

عمرؓ نام' فاروق لقب اور ابو حفص کنیت تھی۔ آپؓ کے والد کا نام خطاب تھا' آپؓ کی والدہ ختمہ ہاشم بن مغیرہ کی بیٹی تھیں' حضرت عمرؓ کا سلسلہ نسب یوں ہے:

"عمرؓ بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی بن فہر بن مالک۔"

فہر بن مالک صاحب اقتدار تھے ان ہی کی اولاد ہے جو قریش کے لقب سے مشہور ہے۔ سیدنا حضرت عمرؓ بن خطاب عدی کی اولاد سے ہیں' عدی کے دوسرے بھائی کا نام مرہ ہے جو کہ نبی اکرم ﷺ کے اجداد میں سے ہیں' اس لحاظ سے حضرت عمر بن خطابؓ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں حضور اکرم ﷺ سے جاملتا ہے۔

سیدنا حضرت عمر فاروقؓ مشہور روایات کے مطابق ہجرت نبوی سے چالیس برس قبل ۵۸۴ء میں پیدا ہوئے' عہد شباب کے آغاز میں ہی آپؓ نے پڑھنا لکھنا سیکھ لیا تھا' یہ وہ زمانہ تھا کہ قریش میں صرف سترہ آدمی لکھنا پڑھنا جانتے تھے آپؓ عبرانی زبان بھی جانتے تھے۔

ہجرت:

۱۳/ نبوی میں جب مسلمانوں کو مدینہ جانے کی اجازت ملی تو حضرت عمرؓ بھی بارگاہ نبوت سے اجازت لے کر چند آدمیوں کے ہمراہ اس شان و شوکت سے روانہ ہوئے کہ پہلے مسلح ہوکر مشرکین کے مجمعوں سے گزر کر خانہ کعبہ پہنچے طواف کیا' نماز ادا کی اور مشرکین مکہ سے مخاطب ہوکر فرمایا:

"جس کو مقابلہ کرنا ہو وہ مکہ سے باہر نکل کر مقابلہ کرلے لیکن کسی میں یہ ہمت نہ ہوئی۔"

حضرت عمرؓ مدینہ پہنچ کر قبا میں رفاعہ بن عبدالمنذر کے مہمان ہوئے' مدینہ میں مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا' نبی اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ نماز کے اعلان کا کیا طریقہ اختیار کیا جائے؟ تو حضرت عمرؓ نے رائے دی کہ ایک آدمی اذان دیا کرے' رسول اکرم ﷺ کو یہ رائے پسند آئی' گویا اسلام کا ایک شعار اعظم حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق قائم ہوگیا۔

نظام خلافت:

خلافت کا سلسلہ خلیفہ رسول سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ سے شروع ہوا' امیر المومنین سیدنا عمر فاروقؓ دوسرے خلیفہ راشد ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے باقاعدہ حکومت و سلطنت کا نظام قائم کیا' نظام حکومت کے جس قدر ضروری شعبے ہیں سب حضرت عمرؓ کے زمانہ میں وجود پذیر ہوئے عہد فاروقی کا نمایاں وصف عدل وانصاف کی فراہمی تھی جس کی بنا پر نظام خلافت حد درجہ کامیاب ہوا۔

عہد خلافت میں فتوحات:

امیر المومنین سیدنا عمر فاروقؓ کی عدیم النظیر حکمت عملی اور فوجی مہارت کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپؓ کے عہد خلافت میں اسلامی فوجیں روزانہ تین سو اکیاون مربع میل رقبہ اسلامی حکومت میں شامل کرتی تھیں' آپؓ کے عہد خلافت میں مسلمانوں کو بے مثال فتوحات اور کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ عراق' شام' فلسطین اور مصر جیسے عظیم ممالک پر آپؓ کے عہد خلافت میں ہی اسلام کا جھنڈا لہرایا۔

فضائل ومناقب:

مراد پیغمبر امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"تم سے پہلی امتوں میں بھی پیغمبروں کے علاوہ محدث گزرے ہیں' میری امت میں اگر کوئی اس مقام پر ہے تو وہ عمرؓ ہے۔"

شارحین کے نزدیک یہ وہ لوگ ہیں' جن سے خدا کلام کرتا ہے' بغیر اس کے کہ وہ پیغمبر ہوں' رحمۃ للعالمین ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:

"اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتا۔"

ایک اور موقع پر آپ ﷺ فرمایا:

"بیشک اللہ تعالیٰ نے عمرؓ کی

زبان پر حق جاری کر دیا۔"

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

"ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں میں سے ہوتے ہیں اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہوتے ہیں' آسمان والوں میں سے میرے دو وزیر جبرئیل و میکائیل علیہما السلام ہیں اور زمین والوں میں سے میرے دو وزیر ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔"

محترم قارئین! کیا آپ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پوری اولاد میں کبھی کسی کو دیکھا کہ وہ پانیوں کو مخاطب کرے دریاؤں کو خط لکھے ہواؤں کو حکم دے ہواؤں سے کلام کرے دریاؤں سے باتیں کرے دریائے نیل کو خط لکھا تو چلنا شروع کر دیا' تاریخ کہتی ہے کہ آج تک اس دریا سے پانی خشک نہیں ہوا' ہوا کو "یا ساریۃ الجبل" کہا تو آواز تین سو میل تک پہنچی' زمین پر درہ مارا تو زلزلہ رک گیا' یہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کام ہے جس سے باطل کانپتا تھا' جس کی شان و شوکت اور فتوحات اسلامی سے باطل قوتیں پریشان تھیں' جن کے آگے ہر مظلوم قوی اور ہر ظالم کمزور تھا۔

۲۲ لاکھ مربع میل کی اسلامی سلطنت کے حاکم کی عاجزی' انکساری اور سادگی یہ تھی کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کرتے پر سترہ پیوند شمار کئے' ایک کندھے سے دوسرے کندھے تک چار پیوند چمڑے کے لگے ہوئے تھے۔

علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"دنیا کی تاریخ میں کوئی ایسا حکمران دکھا سکتے ہو' جس کی معاشرت یہ ہو کہ قمیض پر دس دس پیوند لگے ہوں' کاندھے پر مشک رکھ کر غریب عورتوں کا پانی بھرتا ہو' فرش خاک پر پڑا رہتا ہو' جہاں جاتا ہو تنہا جاتا ہو اور پھر رعب و دبدبہ یہ کہ عرب و عجم اس کے نام سے لرزتے ہوں' جس طرف رخ کرتا ہو زمین دہل جاتی ہو۔"

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو ان کے دور حکومت میں خطبہ دیتے ہوئے دیکھا' ان کے تہبند پر بارہ پیوند لگے ہوئے تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خاندان کے جملہ افراد کو ایسی ہی زندگی بسر کرنے کی تلقین کی۔"

اپنے دور خلافت میں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ میں تاخیر سے پہنچے لوگوں نے تاخیر سے پہنچنے کی وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا کہ میرے پہننے کے لئے صرف ایک ہی کپڑوں کا جوڑا ہے' جس کو دھونے اور خشک کرکے پہننے میں دیر ہوئی ہے' ایک روز آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مٹھائی پیش کی گئی آپ رضی اللہ عنہ نے جب چکھا تو بڑی لذیذ محسوس ہوئی' پوچھا یہ کہاں سے آئی ہے؟ لانے والے نے کہا کہ آذربائیجان کے گورنر عتبہ بن فرقد نے بطور خاص آپ رضی اللہ عنہ کے لئے بھیجی ہے' آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ کیا وہاں کے سب ہی لوگ یہ استعمال کرتے ہیں؟ قاصد نے کہا: نہیں' یہ وہاں کے صاحب ثروت لوگ استعمال کرتے ہیں' یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مٹھائی کا ڈبہ اچھی طرح بند کر دیا اور فرمایا: ابھی واپس جاکر یہ عتبہ بن فرقد کو واپس کرتے ہوئے کہنا کہ اللہ سے ڈرو' جس قسم کے عمدہ کھانوں سے تم اپنا پیٹ بھرتے ہو' وہاں عام مسلمانوں کو بھی مہیا کرو۔

ایک روز امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبداللہ کے گھر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ وہ بھنا ہوا گوشت کھا رہے ہیں' یہ دیکھتے ہی غضبناک ہو کر فرمایا کہ امیر المومنین کا بیٹا گوشت کھا رہا ہے اور لوگ بھوکے مر رہے ہیں' کیا روٹی یا نمک اور زیتون سے کام نہیں چل سکتا تھا؟!!

شہادت:

ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل پر اسلامی سلطنت کا پرچم لہرانے والے عظیم جرنیل اسلامی تاریخ کے ناقابل شکست ہیرو امیر المومنین مراد پیغمبر ۲۷/ذی الحجہ ۲۳ ہجری کو نماز فجر پڑھاتے ہوئے مجوسی غلام ابولولو فیروز کے ہاتھوں شدید زخمی ہوئے۔ تین دن بعد یکم محرم الحرام ۲۴ ہجری ہفتہ کے روز انہی زخموں سے شہید ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور روضہ نبوی ﷺ میں خلیفہ رسول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

☆☆☆

امت کو تحریف سے بچانے کیلئے حج بہترین انتظام ہے

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

جس طرح کھیت میں کسان کے ارادے اور مرضی کے بغیر گھاس پھوس اگ آتی ہے اور بعض مرتبہ ایسے جھاڑ جھنکاڑ پیدا ہو جاتے ہیں جو اصل زراعت کے لئے مضر ہوتے ہیں (ان کو مصر میں "الحشائش الشیطانیۃ" کہتے ہیں) اسی طرح اسلام کی کھیتی میں' عالم اسلام کے دور دراز گوشوں میں ایسے جھاڑ جھنکاڑ پیدا ہو سکتے ہیں جو "تحریف" اور "اعمال محدثہ" کہلاتے ہیں۔ ان جاہلی رسم و رواج کے خود ساختہ عبادات اور اوہام و خرافات کی حج میں بیخ کنی ہو جاتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے یہ بے نظیر بات لکھی ہے کہ امت کو تحریف سے بچانے کے لئے حج بہترین انتظام ہے' اس ملک کا (جہاں تحریف ہوئی ہے) کوئی نہ کوئی آدمی آئے گا اور دیکھ کر جائے گا اور واپس جا کر کہے گا: "تم کیا کر رہے ہو؟ ہم تو مکہ مکرمہ میں اس طرح دیکھ آئے ہیں۔"

شمس الحق ندوی

سن ہجری کے نئے سال کا آغاز

معمارِ حرم! باز بہ تعمیر جہاں خیز!

ماہ محرم ۱۴۳۰ھ کا آغاز ہو چکا ہے، چودہ سو انتیس سال پہلے پورا عالم ظلم و زیادتی، وحشت و بربریت کے گھٹا ٹوپ اندھیوں میں اس طرح ڈوبا ہوا تھا کہ جیسے جنگل میں رات ہو جائے، جو زور آور تھے وہ اپنے راحت و آرام کے لئے کمزوروں پر ہر طرح توہین آمیز اور جگر سوز سلوک نہ صرف درست سمجھتے تھے بلکہ اس میں ان کو لطف و مزہ آتا تھا، آخری درجہ کی بات یہ تھی کہ اپنے لطف و مزہ کو بڑھانے کے لئے زندہ انسانوں کو جلا کر اس کی روشنی میں دعوتیں کی جاتی تھیں، تڑپتے اور چیختے چلاتے انسانوں کی آواز میں ان کو وہ مزہ آتا تھا جو ناچ گانوں میں آتا ہے۔ تفصیل کے لئے ''نبی رحمت'' اور ''دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر'' مولفہ مفکرِ اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے مقدموں کو دیکھ لینا کافی ہے۔

کس کا دل گردہ تھا کہ اس اندھیر میں، طاقت وقوت کے اس نشہ میں جو روم وایران کی حکومتوں کو جو مست و پاگل ہاتھیوں کے غول کی طرح جس کو چاہتے روندتے و تباہ کرتے، روک لگانے اور اس ظلم و جور سے باز آنے کی آواز بلند کرتا، خود صحرائے عرب کا یہ عالم تھا کہ بے شمار خود ساختہ خداؤں کی پوجا پاٹ میں اس طرح لگے ہوئے تھے کہ اس دنیا کے بعد آنے والی دائمی دنیا اور وہاں پوری کائنات کے مالک و خالق کے سامنے پیشی اور حساب و کتاب کا قطعاً کوئی تصور نہ تھا، اس لئے یہاں بھی ہر طرح کے پاپ و گناہ کا بازار گرم تھا، بے حیائی و فحش کاری، لوٹ مار ان کا شیوہ بن چکا تھا، حد یہ کہ اپنی ہی اولاد کو، اپنے ہی جگر کے ٹکڑوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔

خلاصہ یہ کہ پورے عالم میں انسانیت و مقامِ انسانیت کا کہیں دور دور پتہ نہ تھا، لیکن مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ کے الفاظ میں: ''تمدن سے کوسوں دور، تہذیب کے سبزہ زاروں سے الگ، ایک ویران و بے رونق بستی میں، چلچلاتی دھوپ والے آسمان کے نیچے، خشک اور پتھریلی زمین کے اوپر، ایک شریف لیکن ان پڑھ اور بے زر خاندان میں ایک بچہ عالم آب و گل میں آنکھیں کھولتا ہے۔'' (ذکرِ رسولؐ)

جب ظلم وستم حد سے گزرے تشریف محمدؐ لے آئے

دنیا کے اس بگڑے ہوئے ماحول میں جہاں انسانیت آگ میں چھلانگ لگانے کے لئے تیار کھڑی تھی، حالتِ یتیمی میں پروان چڑھنے والے، مال و زر سے تہی دست، علم و آگہی سے خالی، جاہ و منصب سے کوسوں دور یتیم کو حکم ہوتا ہے کہ اپنے سر سے اشرف المخلوقات کا تاج اتار پھینکنے اور اپنے مقام و منصب سے دور بہت دور پڑی ہوئی انسانی آبادی کو راہ راست پر آجانے کی صدا لگاؤ، ان کو ان کا بھولا ہوا مقام یاد دلاؤ۔

دنیا کی کون سی عقل اس کو تسلیم کر سکتی تھی کہ اتنا کٹھن، دشوار بلکہ ناممکن کام انجام پا سکے گا۔ لیکن ''الله یعلم حیث یجعل رسالته'' اس عالم رنگ و بو کو وجود میں لانے والے قادرِ مطلق ہی کو یہ علم ہے کہ اپنی قدرت کاملہ سے کس سے اور کس کس طرح کام لے سکتا ہے، اپنے مالک کا حکم پا کر آواز لگانے والے نے آواز لگائی مگر جواب میں انکار تھا، طنز و تعریض، بلز بازی اور ہنسی مذاق تھا اور اس سے بھی آگے بڑھ کر ظلم و جور کے جو پہاڑ آواز لگانے والے پر اور جو کوئی اس آواز پر کان دھرتا، سنتا اور مانتا اس پر توڑے گئے، وہ بھی تاریخ انسانی کی حیرت انگیز داستان ہے کہ سکون و چین کی طرف بلانے والے ہی کو مجروح گردانا گیا اور اس پر ظلم و ستم کے وہ پہاڑ توڑے گئے کہ جن کو سن اور پڑھ کر بڑے بڑے شیر دل انسانوں کے دل بھی دہل جائیں، مگر وہ جو سب کا مالک و خالق ہے، اس نے انسانی آبادی کو انسانیت کے ڈھرے پر لگا کر اپنے قادرِ مطلق ہونے کا ایسا آئینہ سامنے کر دیا کہ اس کا انکار وہی کر سکتا ہے جس نے اپنے عقل و ہوش کی آنکھوں پر پٹی باندھ لی ہو۔

کیا کوئی پڑھا لکھا اور تاریخ انسانی پر نظر رکھنے والا شخص اس حقیقت کا انکار کر سکتا ہے کہ وہ آواز جس کو سن کر لوگ بگڑے اور بپھرے تھے جب ہوش و خرد کی آنکھیں کھلنے لگیں تو وہی آواز جس کو سن کر وہ بدکتے اور بھاگتے تھے، مدھر مدھر گیت سے بھی زیادہ میٹھی اور بانسری کی آواز سے بھی زیادہ سُریلی اور سرمست کر دینے والی آواز بن گئی اور وہ اس کے چشم و ابرو کے اشارہ پر تن، من، دھن سب کچھ نچھاور کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور یتیم بے نوا کی تعلیم و تربیت سے اپنے اشرف المخلوقات ہونے کا ایسا ثبوت پیش کیا کہ فرشتوں کو بھی ان پر رشک آنے لگا حتیٰ کہ

واسطے سے یہاں تک کہہ دیا کہ:

نہ کر تقلید اے جبریل میرے جذب و مستی کی
تن آساں عرشیوں کو ذکر و تسبیح و طواف اولیٰ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا مثالی اور اخلاقی انسانی مجموعہ تیار کر دیا جس میں امیر و غریب، حاکم و محکوم، کالے گورے، عالم و جاہل ہونے کی بنیاد پر کوئی فرق نہ رہا، جس کی پوری تصویر کشی مولانا حالی نے اس شعر میں کر دی ہے:

لگایا تھا مالی نے ایک باغ ایسا
نہ تھا جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا

ہاں اگر کوئی فرق تھا، کسی کو کسی پر فضیلت و شرف حاصل تھا تو اس بات پر کہ اعمال و کردار میں کون بڑا ہے۔

خلفائے راشدین کے ۳۰ سالہ دور نے اس کی بڑی مثالی اور نرالی تصویر پیش کی ہے، جس کی ہلکی سی بھی جھلک دکھانا باعث طوالت ہوگا۔

اپنوں اور غیروں سب ہی میں عدل فاروقی نہ صرف مشہور ہے بلکہ مہاتما گاندھی کی زبان سے اس طرح کے الفاظ نکلے کہ: ”اگر صحیح معنوں میں ہم انسانیت کا درد رکھتے ہیں تو حضرت عمرؓ کا عدل و طرز حکومت اپنانا پڑے گا۔“ وہ عمر فاروقؓ کہ جن کے نام سے حکومتیں ہل جاتی تھیں، ان کا مشہور واقعہ ہے کہ رعایا کا حال معلوم کرنے کے لئے رات کے گشت میں غربت و فاقہ کی ماری ایک خاتون چولہا جلاتی نظر آئی، اس کے گرد بچے بھوک سے رو رہے ہیں، مگر ہانڈی کسی طرح پک کر تیار ہی نہیں ہوتی۔ اس خاتون سے نہ پکنے کی وجہ پوچھتے ہیں تو جواب ملتا ہے، ہانڈی میں کوئی پکنے اور کھانے کی چیز نہیں ہے، یہ تو بچوں کو بہلانے کے لئے چڑھا رکھی ہے کہ شاید انتظار کرتے کرتے سو جائیں۔ خلیفہ اور خاتون کا مکالمہ طویل ہے۔ مختصر یہ کہ فوراً بیت المال واپس آتے ہیں، کھانے کا سامان بنفس نفیس لے کر جاتے ہیں، ان خاتون کے حوالہ کرتے ہیں، آپ کے رفیق کہتے ہیں امیر المومنین چلئے! اس اکیسویں صدی کے فلاح انسانیت کے شور مچانے والوں کے سینوں میں اگر انسان کا دل ہو تو حضرت عمرؓ کے ان الفاظ کو سنیں جو انہوں نے اس وقت رفیق کے جواب میں کہے تھے:

”فرمایا: نہیں جن بچوں کو ہم نے
بھوک سے روتے ہوئے دیکھا تھا وہ کھانا
کھائیں ان کا پیٹ بھر جائے ان کو ہنستا ہوا
دیکھ لوں تو چلوں۔“

یہی حضرت عمرؓ اپنے ایک گورنر کو مدینہ میں کچھ رقم بھیجتے ہیں اور قاصد سے کہتے ہیں کہ جو کچھ دیکھو آکر مجھے بتاؤ۔ قاصد گورنر کو امیر المومنین کا ہدیہ پہنچاتا ہے، گورنر اسی وقت ساری رقم ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتے ہیں، آپ میں اگر تاب برداشت ہو، اپنے دل پر قابو رکھ سکیں اور آنکھوں سے آنسو نہ چھلک پڑیں تو گورنر کی اہلیہ کے الفاظ سنیں وہ پردہ کی آڑ سے فرماتی ہیں، ہم بھی مستحق ہیں، گورنر افسوس کے لہجہ میں جواب دیتے ہیں، پہلے کیوں نہیں بتایا، اب تو سب تقسیم ہو چکا، یہ ہے بہت ہلکی اور دھندلی سی تصویر اس کایا پلٹ کی جو اس دُرِّ یتیم نے پیدا کر دی تھی۔

پورے چودہ سو اٹھائیس سال گزر گئے، ان صدیوں میں کیسے کیسے انسانیت دوستی کے دعویدار گزرے، بے شمار قوانین و نظریات وجود میں آئے، کیا کوئی مثال ایسی پیش کی جاسکتی ہے؟ جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔

پھر کیا یہ غضب کی ستم ظریفی نہیں کہ سورج سے زیادہ روشن انسانیت کی فلاح و رہنمائی کے بلند مینار کی روشنی میں چلنے کے بجائے اس پر دھول پھینکی جائے۔ اس کے خلاف سازشیں کی جائیں؟

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں ایک وقت بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا گیا لیکن اسلام ہے کہ ان سارے طوفانوں سے ... اور اب بھی اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ نہ صرف باقی ہے بلکہ نظریات و مذاہب کے کچلے اور ستائے ہوؤں کو جب اس کی کوئی کرن دیکھنے کو مل جاتی ہے تو فوراً اس کی پناہ میں آجاتے ہیں، دامن اسلام میں ان کو وہ سکون مل جاتا ہے، جس سے تمام ترقیات کے باوجود دنیا کا دامن خالی ہے۔

تاریخ اسلام میں ایسی بھی مثال موجود ہے کہ وہ مغل جو علاؤ الدین خوارزم شاہ کی ایک غلطی سے اپنے حصار سے نکلے تھے اور مسلم سلطنت کو زیر و زبر کرکے رکھ دیا تھا، جس کی تفصیل لکھنے کے بعد پروفیسر آرنلڈ اسلام کی حقانیت اور اس کی قوت و طاقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”بالآخر اپنی گزشتہ شان و شوکت
کے خاکستر سے اسلام اٹھا اور واعظین
اسلام نے ان ہی وحشی مغلوں کو جنہوں نے
مسلمانوں پر کوئی ظلم باقی نہ رکھا تھا مسلمان
کر لیا۔“

ہدایت کی روشنی کا یہ مینار پورے چودہ سو اٹھائیس سال سے قائم ہے اور قیامت تک قائم رہے گا، اس پورے عرصہ میں اس یتیم پر جو اترا اس رہنما کتاب میں ایک حرف کی بھی کمی زیادتی نہیں ہوئی اور نہ ہوگی، روشنی کا یہ مینار کھڑا کر دیا گیا کسی کو زور زبردستی سے نہ اس میں داخل کیا گیا ہے اور نہ اس کی تعلیم دی گئی ہے، جب حق و باطل اچھی طرح کھل کر سامنے آ گیا تو حجت تمام ہوگئی کہہ دیا گیا:

”لا اکراہ فی الدین قد تبین
الرشد من الغی“ (البقرہ: ۲۵۶)

ترجمہ: ”دین میں کوئی زبردستی
نہیں، ہدایت تو گمراہی سے صاف صاف

کھل چکی ہے۔“

سن ہجری کا آغاز اس سے ہوتا ہے کہ داعی اسلام کو ملک چھوڑنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے، اس کو دیس نکالا دیا جاتا ہے وہ مدینہ پہنچتا ہے جہاں کے لوگ نبی کی نبوت اور اسلام کی حقانیت کو قبول کر چکے تھے، علامہ سید سلیمان ندویؒ کے الفاظ میں: ”اسلام کا مسافر اپنے گھر پہنچ کر اپنے عزیزوں اور دوستوں میں ٹھہر گیا، اب وہ قافلہ بن کر آگے چلا، عرب کے ریگستانوں سے نکل کر عراق کی نہروں اور شام کے گلستانوں میں پہنچا، پھر آگے بڑھا اور ایران کے مرغزاروں اور مصر کی وادیوں میں آکر ٹھہرا، اس سے آگے بڑھا تو ایک طرف خراسان و ترکستان ہو کر ہندوستان کے پہاڑوں اور ساحلوں کا جلوہ نظر آیا اور دوسری طرف افریقہ کے صحراؤں کو طے کر کے اس کا نور ظلمات کے کنارے چمکا۔“

نہایت بے کسی کے عالم میں اسلام کی صدا لگانے والے نے کہا: ”ایک دن ایسا آئے گا کہ اسلام شہر و دیہات سب جگہ پہنچ جائے گا۔“

آج ساری مخالفتوں کے باوجود دنیا کا کون سا ملک ہے جہاں ایک دو بار نہیں دن رات میں پانچ بار ”اللہ اکبر کے ساتھ اشہد ان محمد رسول اللہ“ کی آواز نہ گونجتی ہو اور چونکہ دنیا کے مختلف ملکوں کے طلوع و غروب کے اوقات الگ ہیں، اس لئے ایک ریاضی داں کے حساب کے مطابق کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا جس میں عالم کی فضائے بسیط میں یہ صدا نہ گونج رہی ہو۔

جب اسلام کی حقیقت اس طرح روشن و عیاں ہے تو ایک مرد مومن کو اپنے مقام کو پہچاننے، اس کا بھرم قائم رکھنے کے لئے کمربستہ ہونا چاہئے، نہ یہ کہ دوسروں کا مقلد و دست نگر، شاعر اسلام علامہ اقبال کے ان اشعار کے ترجمہ پر بات ختم کرتا ہوں، جس میں انہوں نے مسلمانوں کو ان کا مقام یاد دلایا ہے اور آج جب دنیا اپنی ساری ترقیوں کے باوجود تباہی کی طرف جارہی ہے، مغرب سے مرعوب ہونے کے بجائے اپنا فرض ادا کرنے کی دعوت دی ہے:

”اے مرد مسلمان! تو ناموس ازل کا امین و پاسبان اور خدائے لم یزل کا رازداں ہے، تیرا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے، تیری اٹھان مٹی سے ہے، لیکن تجھی سے اس عالم کا وجود و بقا متعلق ہے، میخانہ یقین کے جام چڑھا اور ظن و تخمین کی پستیوں سے بلند ہو جا، فرنگ کی دلآویزی کی نہ داد ہے نہ فریاد جس نے عقل و دل دونوں کو مسحور و مخمور اور شکستہ و رنجور بنا دیا ہے، فریاد، ان بازیگروں سے جو کبھی ناز و انداز سے چڑتے اور کبھی بیڑیوں میں جکڑتے ہیں، کبھی شیریں کا پارٹ ادا کرتے ہیں، کبھی پرویز کا روپ بھرتے ہیں، دنیا ان کی تباہ کاریوں سے ویرانہ ہوگئی ہے، اے معمار کعبہ! اے فرزند ابراہیم! ایک بار پھر دنیا کی تعمیر کے لئے اٹھ اور اپنی گہری نیند سے بیدار ہو۔“

معمار حرم! باز بہ تعمیر جہاں خیز
از خواب گراں خواب گراں خواب گراں خیز

تحفظ ختم نبوت

اسلام کی بنیاد کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے دو حرفی عہد پر رکھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی مدعیٔ الوہیت کا وجود ناقابل برداشت ہے۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مدعی نبوت کی بساط نبوت پر قدم رکھنے کی گستاخی بھی لائق تحمل نہیں۔ یہی عقیدہ ختم نبوت کا عقیدہ کہلاتا ہے جس پر صدر اوّل سے آج تک امت مسلمہ قائم رہی ہے، جو لوگ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ایمان و اقدار سے سرشار ہو کر اسلامی برادری میں شامل ہوں، ان پر یہ فریضہ عائد کیا گیا کہ وہ باغیانِ رسول کے خلاف بھی سینہ سپر ہو جائیں اور جھوٹے مدعیانِ نبوت کے طلسم سامری کو پاش پاش کر ڈالیں، اسی فریضہ کا نام ”تحفظ ختم نبوت“ ہے اور تاریخ شہادت دے گی کہ امت مسلمہ نے کسی دور میں بھی اس فریضہ سے تغافل نہیں کیا۔

(حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
تحفہ قادیانیت، ج:۲، ص:۱۸)

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

حالات کے صحیح تجزیہ اور حق پرستانہ حکمت عملی کی ضرورت

امت مسلمہ کو اللہ تعالیٰ نے خیر امت بنایا ہے لیکن خیر امت کا یہ مقام محض کوئی نام یا تعارف کی علامت نہیں ہے بلکہ یہ بڑی ذمہ داری اور اہم فریضہ کی ادائیگی کا عنوان ہے اور وہ یہ ہے کہ حق باتیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید اور اپنے رسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ان کو وہ خود بھی اپنی زندگی میں جاری کریں اور دوسروں کو بھی وہ باتیں بتائیں اور اس بات کی فکر کریں کہ دوسرے ان باتوں کو سمجھیں اور قبول کریں اس میں کسی پر زور و زبردستی کرنا نہیں بلکہ صرف توجہ دلانے اور دوسروں کے علم میں لانے اور ان کے سمجھنے کے لائق طریقہ سے ان کے لئے واضح کرنے کا فریضہ انجام دینا ہے' کسی پر حق باتوں کو ماننے کے لئے زبردستی مجبور کر دینے کی ذمہ داری نہیں ڈالی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتائی ہوئی باتیں خود ایسی جامع اور انسانیت کے لئے فلاح و بہبود کی ہیں کہ عام سمجھ کا انسان بھی ان کو قبول کر لینے میں بہتری محسوس کر سکتا ہے سوائے اس کے کہ وہ صحیح طور پر علم میں نہ آئیں یا کوئی کسی مخالف جذبہ سے نہ ماننے کی ضد پر اڑ جائے۔

اس وقت دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کے متعلق جو بدگمانی یا مخالفانہ جذبہ ہے اس میں عام طور سے خود مسلمانوں کے اس فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی کو دخل ہے' جس فریضہ کی ادائیگی ان کے ذمہ کی گئی ہے ورنہ حالات دنیا کے وہ نہ ہوتے جو ہیں' اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ دنیا کے مختلف خطوں میں جہاں بھی حق بات کو مناسب اور معقول انداز میں پیش کرنے کا عمل ہو رہا ہے' وہاں اس کا خوش کن نتیجہ سامنے آ رہا ہے' خود یورپ اور امریکہ میں جو لوگ دین حق کا تعارف محبت اور ہمدردی سے کراتے ہیں' ان کی فکر مندی اور نیک عملی اور ان کے کام کی مقدار کے مطابق نتائج بھی سامنے آ رہے ہیں۔ ۱۱/ستمبر کے سنگین تباہ کن حادثہ سے پہلے امریکہ میں مسلمانوں سے نفرت کا کوئی جذبہ نہیں تھا' اس وقت سالانہ میں ہزار اشخاص کے اسلام کو ماننے کا اوسط بتایا جا رہا تھا۔ ۱۱/ستمبر کا حادثہ کس طرح سے ہوا یہ ابھی تک واضح نہیں ہے' مسلمانوں پر اس کا الزام بھی صحیح نہیں ہو سکتا' اس لئے کہ مسلمانوں کے پاس ایسے وسائل نہیں اور ایسی خصوصی صلاحیتیں نہیں کہ امریکہ جیسے ترقی یافتہ اور حفاظتی انتظام والے ملک میں ایسا بڑا حادثہ کرائیں' بہرحال پروپگنڈہ چونکہ یہ ہوا کہ یہ حادثہ مسلمانوں نے کیا اس سے امریکہ کے ملک میں مسلمانوں کے خلاف ناراضگی اور ناپسندیدگی کا جذبہ پیدا ہوا' اس جذبہ کا نقصان جو بھی رہا ہو لیکن اس سے یہ نئی بات ہوئی کہ امریکی پڑھے لکھے لوگوں کو مسلمانوں اور ان کے مذاہب کے بارے میں تجسس ہوا کہ یہ برے لوگ کون ہیں' ان کو ان کا مذہب کیا سکھاتا ہے' چنانچہ ان میں سے بہت سے لوگوں نے اسلام اور مسلمانوں سے متعلق کتابوں کا مطالعہ کیا اور واقفیت ہوتے ہی ان میں سے بہت سے لوگوں کی نفرت پسندیدگی میں تبدیلی ہو گئی اور سال بھر میں بجائے بیس ہزار کے چالیس ہزار غیر مسلموں نے اسلام کو پسند کر لیا' اس مثال سے اسلام کی حقانیت کی کشش کا اندازہ ہوتا ہے کہ ایک دو نہیں اتنی بڑی تعداد میں لوگ حقیقت سے واقف ہو جانے پر دشمنی سے محبت و پسندیدگی میں تبدیل ہو گئے اور اب جو نئے اعداد و شمار آئے ان سے اندازہ ہوا کہ وہ سابقہ اوسط جو بیس ہزار کا تھی وہ چالیس ہزار کا ہو گئی۔

اگر مسلمان دعوت کے فریضہ کو اپنی زندگیوں و اسلامی سیرت کا نمونہ بناتے ہوئے انجام دیں تو اس کے بڑے اچھے نتائج نکل سکتے ہیں اور ان کے مصائب اور پریشانیوں میں بہت کمی آ سکتی ہے اور وہ اس سے عنداللہ سرخرو اور کامیاب بھی ہوں گے اور یہ جو سیاسی سطح پر مسلمانوں کے ساتھ مختلف ملکوں میں واقعات پیش آ رہے ہیں یہ نقصان بھی کم ہوں گے کیونکہ سامنے سے اسلام اور مسلمان سے دشمنی کی کیفیت ہٹ جائے گی اور مسئلہ خالص سیاسی یا معاشی رہ جائے گا' جس کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے مناسب حکمت عملی سے ان کو روکنے کی کوشش کی جا سکتی ہے' مسلمانوں میں اگر اپنے پروردگار کی اطاعت اور دین حق کی نصرت کا صحیح جذبہ ہو اور اس کی صحیح فکر ہو اور اس پر ہمدردی اور انسانی خیر خواہی کے بتائے ہوئے جذبہ سے عمل ہو تو مسلمانوں کے مخالفوں میں بھی مسلمانوں سے نفرت کا جذبہ نہیں رہے گا' پھر مسئلہ صرف کاروباری اور دنیاوی فائدے کے حصول کا رہ جائے گا اور اس کا مداوا زیادہ مشکل نہیں۔

مشرق وسطیٰ میں مغربی سامراجی طاقت کی طرف سے جو ہوا ہے‘ اس کے پیچھے اصلاً سیاسی اور اقتصادی فائدہ اٹھانا مقصود ہے اور چونکہ وہاں کی قومیں مسلمان ہیں اور میڈیا نے مسلمانوں کو خاص طور پر بدنام کیا ہے‘ اس لئے ان میں اسلام دشمنی کا رویہ بھی شامل ہوگیا ہے‘ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم واقعات کو ان کے صحیح پس منظر میں دیکھیں‘ مشرق وسطیٰ کے یہ مسلمان حکومتوں کے ذمہ دار خواہ فوجی زمرہ کے ہوں یا سیاسی زمرہ کے ہوں سب مغربی تعلیم وتربیت کے پروردہ ہیں‘ جن کو مغربی سیاست دانوں اور دانشوروں سے زیادہ عقیدت ہے اور اسلام کو وہ اپنا آبائی مذہب سمجھتے ہوئے صرف قومی جذبہ سے دلچسپی ہیں‘ اس لئے مغربی حکومتوں کے سیاستداں اور دانشوراُن کو آسانی سے اپنا آلہ کار بھی بنالیتے ہیں اور کم از کم اپنی حکمت عملی سے ان سے فائدہ اٹھالیتے ہیں‘ اس لئے بھی مغربی طاقتوں کو ان خطوں میں کامیابی حاصل کرنے میں کوئی بڑی دشواری نہیں ہوتی‘ پھر مزید یہ کہ ساری مشرقی حکومتوں کو مغربی سامراجی حکومتوں نے اپنے اقتصادی جال میں اس طرح پھنسالیا ہے کہ وہ زیادہ ان کے خلاف جانہیں سکتے‘ زبردست قرض لے کر اور اس کا زبردست سود ادا کرنے کے چکر میں اپنے ملک کو مضبوط کرنے اور اپنی پوزیشن کو خوددار اور پُرعزم بنانے سے قاصر رہتے ہیں‘ اگر مغربی طاقتوں کی مخالفت بھی کرتے ہیں تو وسائل کی کمی کی وجہ سے اس میں زیادہ آگے نہیں جاپاتے۔ ضرورت ہے کہ مسلمان قوم حق کی پابند اور اپنی عزت وعظمت جو خدا کی طرف سے ان کو دی گئی ہے‘ اس کے لئے اس کا لحاظ اور اپنے اقدامات میں عزیمت اور حالات کا صحیح جائزہ لے کر حق پرستانہ حکمت عملی اختیار کریں تو ان کو وہ پریشانیاں پیش نہ آئیں گی جن سے وہ دوچار ہوتے رہتے ہیں‘ ہمارے مسلم حکومتوں کے ذمہ دار اسلام کا نام لیں یا نہ لیں حقیقت میں ان کے دلوں میں مغربی سیاست دانوں اور دانشوروں کی وقعت زیادہ ہے اور ان سے رابطہ بھی ان کا زیادہ رہتا ہے اور ان کے حالات کے خلاف کچھ کرنے کی ہمت بھی کم پڑتی ہے ایسی صورت میں بہت خوشگوار نتائج کے حاصل ہونے کی امید بہت کم ہے۔ ضرورت ہے کہ مسلمانوں میں اپنی دینی واسلامی ذمہ داری کا تصور بڑھایا جائے اور ان کو اپنے دین پر صحیح عمل کرنے کے لئے تیار کیا جائے‘ اور اسلام کے مخالفوں کے مکروفریب کو بھی سمجھا جائے‘ اس میں جس قدر بھی کامیابی حاصل ہوگی اسی قدر مرض کا مداوا ہوگا اور عزت حاصل ہوگی۔

☆☆..........☆☆

مساجد کے لئے خاص رعایت

جبار کارپٹس

ڈیلر
مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ

پتہ
این آر ایونیو، حیدری پوسٹ آفس بلاک ”جی“ برکات حیدری ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail: jabbarcarpet@cyber.net.pk

آخری قسط

مولانا سعید احمد جلال پوری

اسلامی نظریاتی کونسل کی مجتہدانہ تحقیق!

ڈاکٹر سرفراز نعیمی:

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کا کہنا تھا کہ اسلام نے خانگی زندگی گزارنے اور زوجین کے باہمی تعلقات کو قائم رکھنے میں شوہر کو طلاق کا حق دیا ہے، وہ اس کو جس طرح نافذ کرنا چاہے، کرسکتا ہے۔ لیکن اسلامی نظریاتی کونسل کی موجودہ سفارش کہ: شوہر کو بیوی کے طلاق طلب کرنے کے بعد ۹۰ روز میں طلاق دینے کا پابند کیا جائے، ورنہ عدالت خود بخود فیصلہ کردے گی، یہ اختیار اسلام کی تعلیمات کے مطابق نہ بیوی کو حاصل ہے اور نہ کسی نام نہاد جج یا قاضی کو، اگر اس طرح کا اقدام اٹھایا گیا تو یہ قرآن و حدیث کی تعلیمات میں براہ راست مداخلت قرار پائے گا، بجائے اس کے کہ عدالت زوجین میں محبت والفت اور بچوں کے مستقبل کے تحفظ اور خاندانی بقا کو قائم رکھنے میں اپنا کردار ادا کرے، خاندان کو توڑنے میں قاضی خود ایک حریف بن جائیں گے۔ یہ اسلامی تعلیمات کے منافی ہے، جس طرح یورپ کے اندر معاشی اعتبار سے خاندانوں کو دولخت کردیا گیا اور خواتین کو گناہوں کی دلدل میں دھکیلنے میں آزادانہ اختیارات دے دیئے گئے، وہی کچھ مغرب، پاکستان میں کرانا چاہتا ہے اور بدقسمتی سے موجودہ حکام ذہنی، فکری اور شعوری اعتبار سے مفلوج ہوچکے ہیں۔ یہ ذمہ داری پاکستان کے تمام علمائے کرام پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اسلامی احکامات کے تحفظ میں اپنا کردار ادا کریں، اسلام نے بیوی کو خلع کے طریقے پر جو اختیار دے رکھا ہے، اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اس اختیار کو اس طرح بروئے کار لایا جائے کہ اس سے اسلامی تعلیمات کی روح ختم ہوجائے، اسلامی نظریاتی کونسل کا یہ کہنا کہ دنیا میں چاند کی رویت کو مکہ مکرمہ میں چاند کی پیدائش کے ساتھ منسلک کردیا جائے، یہ فقہی اعتبار سے ممکن نہیں، خانہ کعبہ کو جو قبلہ بنایا گیا ہے، وہ اس اعتبار سے بھی ہے کہ اس خانہ کعبہ میں انتقال مکانی نہیں ہے، وہ اپنے مقام پر لمحہ، ہر زمانہ قائم ودائم رہتا ہے، اس لئے اس کو قبلہ بنانے میں یکجہتی کا پہلو موجود ہے، جبکہ سورج اور چاند کے طلوع وغروب میں دنیا میں کسی بھی مقام پر یکجہتی اور یکجائی ممکن نہیں، کیا سعودی عرب کے حکمران اس بات پر قادر ہیں کہ جس وقت چین میں سورج طلوع ہوتا ہے، اسی وقت سعودی عرب ہی سے طلوع کرکے دکھائیں؟ اور جس وقت ساؤتھ افریقہ میں چاند غروب ہوتا ہے اسی وقت سعودی عرب ہی سے غروب کرکے دکھائیں؟ نمازوں کے اوقات، حج کے ایام اور روزہ رکھنے والا نہ رکھے، عبادت کرنے اور نہ کرنے کا تعلق ہر مقام پر طلوع اور غروب آفتاب یا رویت ہلال کے ساتھ ہے اور خود حدیث کے الفاظ بالکل واضح ہیں کہ: ”چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو“ کیونکہ چاند کی رویت اور اس کی ولادت میں ۱۸ سے ۳۰ گھنٹے کا فرق پایا جاتا ہے۔ ورنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے احکامات کا تعلق چاند کی ولادت سے بیان فرمادیتے۔ تو پھر امت مسلمہ یقیناً چاند کی ولادت کو سبب قرار دیتی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا تعلق ولادت سے نہیں، رویت سے ہے۔ یہ بات ناقابل تردید ہے کہ خود سعودی عرب کی حکومت بوجوہ چاند کی ولادت کا اعلان کرنے کے، کئی مرتبہ اپنے حکم کو واپس لینے پر مجبور ہوتی رہی ہے۔“

(روزنامہ امت کراچی، ۱۷/نومبر ۲۰۰۸ء ص:۳)

ان صفحات میں ہم متعدد بار اس کی نشاندہی کرچکے ہیں کہ اسلام دشمنوں کا بس نہیں چلتا کہ وہ کس طرح اسلام اور اسلامی احکام اور قرآن و حدیث کو مسخ کردیں، اور اس کی جگہ ایک نیا اور ”قابل قبول“ دین و مذہب رائج کرنے کی ”سعادت“ کا ”اعزاز“ حاصل کریں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان نام نہاد محققین کو

چودہ سو سالہ قدیم دین و مذہب اور قرآن و حدیث ناقابل عمل اور فرسودہ نظر آتے ہیں، اس لئے وہ اس دین و مذہب اور قرآن و سنت کی اپنی طرف نسبت کرتے ہوئے شرماتے ہیں، چنانچہ وہ اپنی اس خفت و شرمندگی کو مٹانے کے لئے گاہ بگاہے جدت پسندی کی سانگ پر چڑھا کر قابل قبول بنانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، مگر افسوس کہ! پاکستان کا دین دار طبقہ ان کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

بلاشبہ ان کی روز اول سے یہ سعی و کوشش رہی ہے کہ کسی طرح ''بنیاد پرستی'' کا یہ ''پتھر'' ان کے سامنے سے ہٹ جائے، لیکن شومئی قسمت! کہ وہ اتنا وزنی اور بھاری ہے کہ مسلسل ۶۱ سال کی جہد پیہم کے باوجود تاحال وہ اسے اپنی جگہ سے ہٹانے، بلکہ ہلانے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔

یہ تو قارئین کے علم میں ہوگا کہ ڈاکٹر خالد مسعود صاحب ایوبی دور کے ''ادارہ تحقیقات اسلامی'' کے سربراہ اور مشہور زمانہ ملحد ڈاکٹر فضل الرحمن کے شاگرد رشید اور ان کے علوم و افکار کے خوشہ چیں ہیں، ایسا لگتا ہے کہ موصوف کی دلی خواہش ہے کہ ڈاکٹر فضل الرحمن سے جو جو کام نہیں ہو سکے، یا وہ جن الحادی منصوبوں کو تشنہ تکمیل چھوڑ گئے تھے، ڈاکٹر خالد مسعود صاحب ان کی تکمیل کر کے ان کی جانشینی کا حق ادا کرتے ہوئے ان کی روح کو تسکین پہنچائیں۔

عین ممکن ہے کہ وہ ان ''تحقیقات جدیدہ'' سے ''رحم اللہ النباش الاول'' کے مصداق ڈاکٹر فضل الرحمن کے خلاف مسلمانوں کے دلوں میں موجود نفرت و عداوت کے جذبات کو کم کرنا چاہتے ہوں، کیونکہ جب بعد میں آنے والا پہلے والے سے بڑھ کر بے دینی، الحاد اور زندقہ کا مظاہرہ کرے، تو فطری طور پر ہر انسان یہ کہنے پر مجبور ہوتا ہے کہ: اس سے تو پہلے والا اچھا تھا، چنانچہ اس کہاوت اور محاورہ کا پس منظر بھی کچھ اسی طرح کا ہے کہ: ایک کفن چور جب مرا تو لوگوں نے سکھ کا سانس لیتے ہوئے کہا: ''خس کم جہاں پاک'' اچھا ہوا جو مر گیا، اس لئے کہ ملعون مردوں کی توہین کرتا تھا، جب لوگوں کے یہ احساسات اس کے جانشین تک پہنچے تو اس نے طے کیا کہ میں ضرور ایسا کوئی کارنامہ انجام دوں گا، جس سے لوگ میرے باپ کو برائی کی بجائے اچھائی سے یاد کریں گے۔ چنانچہ اس مردود نے یہ گھٹیا حرکت کی کہ کفن بھی چراتا اور مردے کے ایک ڈنڈا بھی گاڑ دیتا۔ لوگوں کو جب اس بدقماش کے اس گھناؤنے فعل اور غلیظ حرکت کی اطلاع پہنچی تو بے اختیار پکار اٹھے: ''رحم اللہ النباش الاول''... اللہ پہلے کفن چور کے حال پر رحم فرمائے... کم از کم وہ مردوں کی ایسی توہین تو نہیں کرتا تھا۔

ایسا لگتا ہے کہ ڈاکٹر فضل الرحمن نے ادارہ تحقیقات اسلامی میں بے دینی کا جو متن تصنیف کیا تھا، اسلامی نظریاتی کونسل کے موجودہ سربراہ، اسلامی نظریاتی کونسل میں بیٹھ کر اس کی شرح و تفسیر لکھنے میں مصروف ہیں۔

ڈاکٹر خالد مسعود نے اسلامی نظریاتی کونسل کی آڑ میں جو کچھ فرمایا ہے، اس کا خلاصہ کچھ یوں ہے:

ا:...... رویت ہلال کے لئے دنیا بھر کے مسلمان مکہ مکرمہ کی طرف رجوع کریں اور دنیا بھر میں اگر کہیں مکہ مکرمہ سے پہلے یا بعد میں چاند نظر آئے تو ان کی رویت کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

۲:...... اگر بیوی طلاق کا تحریری مطالبہ کرے تو اس کا شوہر طلاق دینے کا پابند ہے، اگر شوہر گھر بسانا چاہے اور طلاق نہ دینا چاہے تب بھی طلاق کے تحریری مطالبے کے ۹۰ دن کے بعد بیوی کو خود بخود طلاق واقع ہو جائے گی۔

۳:...... نکاح نامے کی طرح طلاق نامہ کی بھی رجسٹریشن کی جائے، چنانچہ اگر کسی نے زبانی طلاق دی اور اس کی رجسٹریشن نہ کرائی تو وہ طلاق موثر نہیں ہوگی، بلکہ کالعدم تصور کی جائے گی۔

۴:...... خواتین بغیر محرم کے حج پر جا سکتی ہیں، اور ان کے بلا محرم سفر پر ''مسعودی شریعت'' میں کوئی پابندی اور قدغن نہیں ہے۔

اب آئیے نمبر وار موصوف کی اس فکری یلغار، دین و مذہب اور قرآن و سنت سے بغاوت کا، قرآن و سنت، اکابر علمائے امت کی تحقیق اور چودہ صدیوں کے اکابر مجتہدین کی تصریحات کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں، چنانچہ موصوف فرماتے ہیں کہ:

الف:...... ''رویت ہلال کے مسئلے پر غور و خوض کے بعد کونسل نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کے لئے خالص سائنسی طریقے سے مکہ مکرمہ کو مرکز بنا کر چاند کی ولادت کے لحاظ سے پوری دنیا کے لئے ایک ہجری کیلنڈر بنادیا جائے اور تمام مذہبی تہوار اس کے مطابق منائے جائیں۔''

نظر بظاہر دیکھنے میں موصوف کی یہ رائے بہت ہی خوبصورت، خوشنما اور آسان نظر آتی ہے، یقیناً مسعودی نظریاتی کونسل کے ارکان نے جناب چیئرمین کی اس اجتہادی سوچ پر تعریف و توصیف کے ڈونگرے برسائے ہوں گے، کیونکہ اس میں کسی رویت ہلال کے چکر کی بھی ضرورت نہیں رہتی، لیکن افسوس کہ موصوف کی یہ تحقیق فقہائے امت، صحابہ، تابعین، ائمہ مجتہدین، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور قرآن و حدیث کے سیاق و سباق سے متعارض و متصادم ہے، کیونکہ دنیا بھر میں اتنے بڑے کرۂ ارض پر جس طرح سورج کا طلوع و غروب مختلف ہے، کہیں ایک، کہیں دو، کہیں تین، کہیں چار، کہیں پانچ، کہیں چھ، کہیں سات، کہیں آٹھ، کہیں

تو، اور کہیں دس گھنٹے کا فرق ہوتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جہاں دس گھنٹے پہلے رات آ گئی، وہاں مطلع پر چاند نہیں ہوگا، تو وہاں چاند کی رویت کا حکم اور فیصلہ کس بنیاد پر کیا جائے گا؟

گویا اس مطلع پر ابھی چاند طلوع ہی نہ ہوا ہوگا کہ وہاں چاند کی رویت کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔ چلئے دس گھنٹے کا فرق بھی نہ ہو، صرف چند گھنٹے کا ہو، مثلاً پاکستان کا مطلع مشرق میں ہے اور سعودی عرب کا مطلع مغرب میں ہے، جب پاکستان میں سورج غروب ہو رہا ہوتا ہے، اس کے ٹھیک دو گھنٹے بعد مکہ مکرمہ میں آفتاب غروب ہوتا ہے، اب پاکستان کے مطلع پر تو چاند نظر نہیں آیا، کیونکہ چاند سورج سے آگے تھا، جب سورج غروب ہوا تو چاند اس سے پہلے غروب ہو چکا تھا، مگر وہی سورج جب سعودی مطلع پر پہنچا تو وہاں سورج غروب ہوتے وقت مطلع پر چاند موجود تھا، سوال یہ ہے کہ سعودی مطلع پر چاند کی موجودگی کی وجہ سے پاکستانی مطلع پر موجودگی کا حکم کیونکر لگایا جا سکے گا؟

یہ ایسا کرنا قرین قیاس ہے؟ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو کسی مشکل و مشقت میں ڈالے بغیر واضح انداز میں فرمایا ہے:

”صوموا لرؤیته وافطروا لرؤیته“ (مشکوٰۃ، ص:۱۷۴) ...چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ افطار کرو... عید کرو... کیا موصوف کا یہ ارشاد اور تجویز اس حدیث نبوی سے میل کھاتا ہے؟

اس کے علاوہ ان کی سفارش پر عمل کرنے کی صورت میں خرابی لازم آئے گی کہ اگر کسی مطلع پر ایک دن پہلے چاند نظر آیا اور وہاں کے لوگوں نے روزہ شروع کر دیا اور دوسرے مطلع پر ایک یا دو دن بعد نظر آیا تو ظاہر ہے عید کے چاند کا بھی اس فرق سے اعتبار ہوگا، اب اگر پہلے مطلع کے چاند کے مطابق روزے پورے کئے جائیں تو بعد والوں کے ۲۷، ۲۸/ روزے ہوں گے اور اگر بعد کے مطلع کا اعتبار کرکے عید کی جائے گی تو پہلے والوں کے ۳۱، ۳۲/ روزے ہوں گے۔ اسی لئے اگرچہ فقہائے احناف کے ہاں اختلاف مطالع کے اعتبار نہ ہونے کا قول ہے، مگر محقق بات یہ ہے کہ بلاد بعیدہ جہاں ایک یا دو دن کا فرق ہو، وہاں اختلاف مطالع کا اعتبار ہے اور بلاد قریبہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے۔

(دیکھئے معارف السنن ص:۳۵۲، ج:۵)

اس کے علاوہ چاند کی ولادت اور اس کا طلوع دو الگ الگ چیزیں ہیں، ایک کا تعلق حساب و کتاب سے ہے اور دوسری کا محض مشاہدہ سے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو امت کی آسانی کے لئے اسے مشاہدہ کے ساتھ جوڑتے ہوئے فرماتے ہیں کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو، مگر موصوف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راہنما اصولوں سے ہٹ کر امت کو حساب و کتاب اور سائنس و فلکیات سے جوڑنا چاہتے ہیں۔

ب:...... ”اگر کوئی بیوی طلاق کا تحریری مطالبہ کرے تو اس کا شوہر اس کو طلاق دینے کا پابند ہے، اگر شوہر اس کے باوجود طلاق نہ دے تو طلاق کے تحریری مطالبہ کے ۹۰ دن بعد بیوی کو خود بخود طلاق واقع ہو جائے گی۔“

موصوف کی اس انوکھی تحقیق کے سلسلہ میں چند معروضات پیش کی جاتی ہیں:

ا:...... اسلام اور پیغمبر اسلام کی اولین کوشش یہ رہی ہے کہ کسی طرح نکاح کا بندھن نہ ٹوٹنے اور طلاق کی نوبت نہ آنے پائے، کیونکہ طلاق مباح کاموں میں سب سے مبغوض اور ناپسندیدہ ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر میاں بیوی میں ناچاقی کی صورت پیدا ہو جائے تو اس کے ازالہ کے لئے قرآن کریم میں بتلایا گیا ہے کہ دونوں طرف سے حکم اور ثالث بھیج کر میاں بیوی میں صلح کرائی جائے، چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

”وان خفتم شقاق بینهما فابعثوا حکما من اهله وحکما من اهلها، ان یریدا اصلاحا یوفق الله بینهما، ان الله کان علیما خبیرا“

(النساء:۳۵)

ترجمہ: ”اور اگر تم ڈرو کہ وہ دونوں آپس میں ضد رکھتے ہیں تو کھڑا کرو ایک منصف مرد والوں میں سے اور ایک منصف عورت والوں میں سے، اگر یہ دونوں چاہیں گے کہ صلح کرا دیں تو اللہ تعالیٰ موافقت کر دے گا ان دونوں میں، بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے۔“ (ترجمہ شیخ الہند)

مگر اسلامی نظریاتی کونسل کے نو وارد چیئرمین اس قرآنی حکم کے علی الرغم فرماتے ہیں کہ بیوی کے طلاق کے مطالبے کے ۹۰ دن بعد اس پر خود بخود طلاق واقع ہو جائے گی، گویا ان کے ہاں درمیان میں کسی مصالحت اور بات بنانے کی کوئی ضرورت نہیں، بلکہ بیوی کا طلاق کا مطالبہ ہی اس کے حق بجانب ہونے کی کافی دلیل ہے۔

اسی طرح اسلام نے جس طرح نکاح کے لئے میاں بیوی کی رضامندی کو شرط قرار دیا ہے اور ایجاب وقبول کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا، اسی طرح انعقاد نکاح کے بعد طلاق کا حق صرف مرد کو دیا ہے، چنانچہ چند ایک استثنائی صورتوں کے علاوہ جب تک شوہر کی رضامندی شامل نہ ہو، بیوی نکاح کے بندھن سے آزاد نہیں ہو سکتی۔

پھر یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ مرد کو حق طلاق دینے میں عورت کی ہی خیر خواہی مطلوب ہے، کیونکہ

عام طور پر خواتین جذباتی ہوتی ہیں اور جذبات کی شدت میں اپنے نفع ونقصان کو بھول جاتی ہیں۔ اس لئے اس بات کا شدید اندیشہ تھا کہ اگر ان کو حق طلاق دے دیا جاتا تو وہ اپنا گھر برباد کر بیٹھتیں، اس لئے طلاق کو مرد سے منسلک کر کے اس بندھن کو ٹوٹنے سے بچایا گیا۔ مگر چیئرمین صاحب مشورہ دیتے ہیں اور حکومت سے اس قانون سازی کا مطالبہ کرتے ہیں کہ شوہر کے بجائے بیوی کو اتنا بااختیار بنادیا جائے کہ جب بیوی طلاق کا مطالبہ کرے اور شوہر طلاق نہ دے، قطع نظر اس کے کہ قصور کس کا ہے؟ ۹۰ دن بعد بیوی نکاح سے فارغ ہو جائے۔

۲:..... اس تجویز کے ذریعہ گویا چیئرمین صاحب شوہر سے حق طلاق سلب کر کے بیوی کو دینا چاہتے ہیں، حالانکہ اسلامی اور شرعی ضابطہ یہ ہے کہ: اگر میاں بیوی میں ناچاقی ہو اور کسی طرح مصالحت کی صورت نہ بنے تو صلح کرانے والے، شوہر سے کہیں کہ اگر آپ صلح نہیں کرنا چاہتے تو طلاق دے کر اس کی گلوخلاصی کریں۔ اسی طرح اگر کوئی شوہر متعنت اور ضدی ہو کہ نہ طلاق دے اور نہ گھر بسائے تو عورت کو اس کے بڑے مشورہ دیں کہ وہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائے، ایسی صورت میں اگر عورت عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائے تو عدالت پر لازم ہے کہ شوہر کو بذریعہ پولیس عدالت میں طلب کرے، اس کے سامنے ساری صورت حال رکھے اور کہے کہ اپنی بیوی کی شکایات کا ازالہ کرو، ورنہ اسے طلاق دے دو۔ اگر اس کے باوجود بھی کوئی شوہر طلاق نہ دے تو عدالت ان کے درمیان جدائی کر دے۔

مگر موجودہ صورت میں موصوف نے جو تجویز دی ہے یا جس قانون سازی کا مشورہ دے رہے ہیں، اس کا معنی یہ ہے کہ: کوئی گھر بھی سلامت نہیں رہے گا۔ مثلاً: اگر کسی معصومہ کو اپنے شوہر سے معمولی شکایت پیدا ہوئی یا اس کو کسی بدخواہ نے ورغلایا اور اس نے شوہر سے تحریری طلاق کا مطالبہ کر دیا اور شوہر نے اس پر غور وفکر کی مہلت مانگی یا خاموش رہا تو ٹھیک ۹۰ دن بعد وہ گھر چوپٹ ہو جائے گا اور عورت یہ کہہ کر اس گھر سے چلی جائے گی کہ میں نے ۹۰ دن قبل طلاق کا مطالبہ کیا تھا، شوہر نے طلاق نہیں دی، لہٰذا قانوناً مجھ پر ۹۰ دن بعد طلاق واقع ہوگئی اور میں جارہی ہوں۔

دوسرے الفاظ میں موصوف پاکستان سے خاندانی نظام اور نکاح وطلاق کے حسین اسلامی بندھن کو مغرب اور مغربی معاشرہ کی طرح ختم کرنا چاہتے ہیں اور مسلمان خواتین کو مغربی خواتین کی طرح بے راہ روی کی گہری غاروں میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔

ج:..... جیسا کہ امت کی ٹیم نے اس کی وضاحت کی ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین کے ہاں زبانی طلاق موثر نہیں ہے، بلکہ ان کے ہاں طلاق کے موثر ہونے کے لئے طلاق کا تحریری ہونا ضروری ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ موصوف کے ہاں اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ کو زبانی طلاق دے تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ ان کے ہاں طلاق تب واقع ہوگی جب تحریری شکل میں دی جائے، اگر یہ بات ثابت ہے اور یقیناً ثابت ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ چیئرمین صاحب کی فکر وسوچ قرآن، سنت، چودہ صدیوں کے اکابر علماء اور ائمہ مجتہدین کی فکر وسوچ سے نہ صرف متصادم ہے، بلکہ دین وشریعت میں تحریف وترمیم کے مترادف ہے اس لئے کہ قرآن وسنت میں تحریری طلاق کا کہیں کوئی تذکرہ نہیں ہے، بلکہ تمام احکام کا تعلق زبانی اقرار واعتراف سے ہے، اس کے لئے تحریر وکتابت کی کسی شرط کا کوئی تذکرہ نہیں، یہ دوسری بات ہے کہ کسی معاملہ کے لئے تحریر اور کتابت اس معاملہ کے تحقق کے لئے مستند ثبوت کا کام دے سکتی ہے، لیکن طلاق ونکاح کو تحریر پر موقوف کرنا پرلے درجے کی جہالت وسفاہت ہے۔ دوسرے الفاظ میں چیئرمین صاحب کے ہاں جب تک شوہر طلاق کو تحریری شکل نہ دے، موثر نہ ہوگی، چاہے زبانی طور پر وہ طلاق کے الفاظ سو بار ہی کیوں نہ ادا کرے، طلاق واقع نہیں ہوگی۔

کیا موصوف کی اس تجویز کا یہ معنی نہیں کہ اگر کوئی بدباطن زبانی طور پر اپنی بیوی کو طلاق دے مگر اسے تحریر نہ کرے تو وہ اپنی مطلقہ کے ساتھ بحیثیت میاں بیوی رہ سکتا ہے؟ کیا اس سے طلاق بازیچۂ اطفال نہ بن جائے گی؟ اور کیا اس سے زناکاری اور بدکاری کا دروازہ نہیں کھل جائے گا؟

د:..... اسی طرح موصوف کا یہ فرمانا کہ: نکاح نامے کی طرح طلاق نامہ کی رجسٹریشن کی جائے، یعنی اگر کسی نے زبانی طلاق دے دی مگر اس کی رجسٹریشن نہ کرائی، تو وہ طلاق موثر نہ ہوگی۔ کیا کہا جائے کہ روز مرہ زندگی اور معاملات میں زبان کے بول اور قول و اقرار کی کوئی حیثیت نہیں ہے؟ کیا اس کا یہ معنی نہیں کہ کوئی ظالم آدمی سو بار طلاق دیا کرے یا لکھا کرے، مگر جب تک اس کو رجسٹرڈ نہیں کرائے گا اس کی بیوی اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی؟ بتلایا جائے یہ کہاں کا اسلام ہے؟ کیا موصوف اس کے لئے قرآن و سنت، اجماع امت اور چودہ صدیوں کے محققین میں سے کوئی ثبوت پیش فرما سکتے ہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے، اور یقیناً نفی میں ہے تو کیا یہ تحریف فی الدین نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو: ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

ہ:..... "اسی طرح موصوف کا یہ کہنا بھی قرآن، سنت اور اجماع امت کے سراسر خلاف ہے کہ: "خواتین بغیر محرم کے حج پر جاسکتی ہیں اور ان کے با

محرم سفر پر کوئی پابندی اور قدغن نہیں ہے۔“

اس لئے کہ خواتین کے سفر کے لئے محرم کی پابندی کوئی وقتی اور سماجی حکم نہیں ہے، بلکہ یہ ایک خالص شرعی حکم ہے، قطع نظر اس کے کہ اس کی حکمت اور علت کیا ہے؟ خواتین کے بغیر محرم سفر پر قدغن لگاتے ہوئے فرمایا گیا:

الف: ”عن ابی سعید قال، قال: رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: لا یحل لامرأة تؤمن باللّٰہ والیوم الآخر ان تسافر سفراً فوق ثلاثة ایام فصاعداً الا ومعھا ابوھا او اخوھا او زوجھا او ابنھا او ذو محرم منھا۔“ (ابوداؤد، ص:۲۴۲، ج:۱)

ترجمہ: ....”کسی خاتون کے لئے حلال نہیں کہ وہ تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا باپ، بھائی، شوہر، بیٹا یا اس کا کوئی محرم ہو۔“

ب: ....”عن ابن عمرؓ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: لا تسافر المرأة ثلاثاً الا ومعھا ذو محرم۔“ (ابوداؤد، ص:۲۴۲، ج:۱)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: کوئی خاتون تین دن کا سفر اپنے محرم کے بغیر نہ کرے۔“

ج: ....”لا تحجن امرأة الا ومعھا ذو محرم۔“

(مسند ابوعوانہ، دار قطنی، ص:۲۲۳، ج:۲، فتح الباری، ص:۷۹، ج:۴)

ترجمہ: ”جب تک کسی خاتون کے ساتھ اس کا محرم نہ ہو، ہرگز حج کو نہ جائے۔“

ان کے علاوہ فقہائے احناف کے ہاں تو خاتون پر حج فرض ہی نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے ساتھ اس کا کوئی محرم نہ ہو، چنانچہ ملک العلماء امام علاؤ الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی حنفی فرماتے ہیں:

”(واما) الذی یخص النساء فشرطان: احدھما: ان یکون معھا زوجھا او محرم لھا، فان لم یوجد احدھما لایجب علیھا الحج...“

(بدائع الصنائع، ص:۱۲۳، ج:۲)

ترجمہ: ....”عورتوں پر حج کی فرضیت کی دو شرائط ہیں: ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے ساتھ اس کا شوہر ہو یا اس کا کوئی محرم ہو، اگر ان میں سے کوئی ایک بھی نہ ہو تو اس پر حج فرض نہیں ہے۔“

ان تصریحات اور واضح نصوص کے باوجود یہ کہنا کہ خواتین بغیر محرم کے سفر حج کو جاسکتی ہیں، اور پاکستان میں اس کی قانون سازی کی جائے، کھلا انکار دین اور انکار حدیث نہیں ہے؟ کیا مسلمان اسلامی نظریاتی کونسل کے عزت مآب چیئرمین کی اس گپ کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کرلیں گے؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو اہالیان پاکستان پر لازم ہے کہ اس ملحدانہ فکروسوچ کا ڈٹ کر مقابلہ کریں، اور دین وشریعت میں ترمیم وتنسیخ کی اس سازش کا تعاقب کریں، اور اس موذی کو اس منصب سے اتارنے کی اپنی سی سعی وکوشش کریں، تاکہ کل قیامت کے دن کسی ذلت ورسوائی ان کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ چنانچہ اسی جذبہ اور احساس ذمہ داری کے پیش نظر جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے مدیر وعالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر اور دوسرے حضرات نے اخبارات کو یہ بیان جاری کیا:

”کراچی (پ ر) اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین شریعت میں تحریف کرنے اور اپنی فکروسوچ کو شریعت باور کرانے کی مذموم اور بے ہودہ کوششوں سے باز رہیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے راہنماؤں نے کراچی دفتر میں منعقدہ ایک اجلاس میں کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر اور جامعہ علوم اسلامیہ کے رئیس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، نائب مدیر مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا سعید احمد جلال پوری، مولانا امداد اللہ، مولانا عطاء الرحمن، مولانا فضل محمد، مفتی عبدالمجید دین پوری نے اجلاس میں موجود شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین جناب خالد مسعود صاحب دین و شریعت اور منصوصات اسلام میں تحریف وتنسیخ سے باز رہیں اور اپنی الحادی فکروسوچ کو شریعت باور کرانے کی کوشش کرکے عذاب الٰہی کو دعوت نہ دیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ شریعت اور احکام شریعت آج سے چودہ سو سال قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمادیے ہیں جو کہ قیامت تک کے آنے والے انسانوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام اور شریعت میں ہر دور اور ہر طبقے کے لئے احکامات موجود ہیں، ان میں کسی قسم کی ترمیم وتنسیخ کا مشورہ دینا مسلمانوں کے جذبات سے

ھیلنے کے مترادف ہے اور مسلمان اس کو ہرگز برداشت نہیں کریں گے، بلاشبہ اسلام دین فطرت اور ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ انہوں نے حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ مغرب زدہ ان نام نہاد اسکالروں کو اس اہم منصب سے برطرف کیا جائے اور ان کی جگہ مستند علماء کرام کو اس منصب پر فائز کیا جائے۔ اجلاس سے مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد اعجاز، ختم نبوت کے ایڈیٹر الحاج عبداللطیف طاہر، محمد انور رانا، مفتی عبدالقیوم دین پوری، مفتی حبیب الرحمن لدھیانوی، مفتی محمد زکریا لدھیانوی اور مفتی عبداللہ حسن زئی، مولانا فخر الزمان، مولانا عبدالملک لدھیانوی، مولانا محمد انس نے بھی شرکت کی۔"

(روزنامہ جنگ کراچی، ۲۱/نومبر ۲۰۰۸ء)

الغرض اگر اسلام دشمن حقائق کو مسخ کرنے اور منصوصات شرعیہ میں ترمیم و تنسیخ کے مذموم پروگرام سے باز نہیں آتے یا اپنے مہروں کی سرپرستی سے نہیں شرماتے تو اہل حق اور وارثان نبوت اور محافظان دین و شریعت کو ان سے بڑھ کر ہمت و جرأت اور بیدار مغزی کا ثبوت دینا چاہئے، اگر خدانخواستہ اسلام کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت و صیانت پر مامور الٰہی فورس نے غفلت و کوتاہی کا مظاہرہ کیا تو اس کا شدید اندیشہ ہے کہ دشمن ان کی غفلت کا فائدہ اٹھا کر قلعہ اسلام کی اینٹ سے اینٹ نہ بجادے۔ ولا فعل اللہ.

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

☆☆..........☆☆

یاد مکہ

مجھے فرقت میں رہ کر پھر وہ مکہ یاد آتا ہے
وہ زمزم یاد آتا ہے وہ کعبہ یاد آتا ہے
جہاں جاکر میں سر رکھتا جہاں میں ہاتھ پھیلاتا
وہ چوکھٹ یاد آتی ہے وہ پردہ یاد آتا ہے
کبھی وہ دوڑ کر چلنا، کبھی رک رک کے رہ جانا
وہ چلنا یاد آتا ہے وہ نقشہ یاد آتا ہے
کبھی وحشت میں آکر پھر صفا میں لڑ بھڑ کر
وہ منیٰ یاد آتا ہے وہ مروہ یاد آتا ہے
کبھی چکر لگانا حاجیوں کی صف میں لڑ بھڑ کر
وہ دھکے یاد آتے ہیں وہ جھگڑا یاد آتا ہے
کبھی وہ ان سے ہٹ کر دیکھنا کعبہ کو حسرت سے
وہ حسرت یاد آتی ہے وہ کعبہ یاد آتا ہے
کبھی جانا منیٰ کو اور کبھی میدان عرفہ کو
وہ مجمع یاد آتا ہے، وہ صحرا یاد آتا ہے
وہ مغرب اور عشاء اک ساتھ مزدلفہ میں پڑھ لینا
ہمیں اس رات کا ہر ایک سجدہ یاد آتا ہے
وہ کنکریاں مارنا شیطان کو تکبیر پڑھ پڑھ کر
وہ غوغا یاد آتا ہے، وہ سودا یاد آتا ہے
منیٰ میں لوٹ آکر پھر وہ دنبہ کا ذبح کرنا
وہ سنت یاد آتی ہے وہ جذبہ یاد آتا ہے
وہ رخصت ہوکے میرا دیکھنا کعبہ کو مڑ مڑ کر
وہ منظر یاد آتا ہے، وہ جلوہ یاد آتا ہے
نگاہ شوق جب اٹھتی ہے رب البیت کی جانب
نہ کعبہ یاد آتا ہے نہ مکہ یاد آتا ہے

مولانا بدر عالم میرٹھیؒ

مہربانی

عجیب یہ دور ہے اور عجب اس کی روانی ہے
کہ معمولی کلرکوں نے نبی بننے کی ٹھانی ہے
نہیں شیوہ یہ نبیوں کا، کہیں انگریز سے جاکر
ہماری کیا نبوت ہے، تمہاری مہربانی ہے

خبروں پر ایک نظر!

اسلامی نظریاتی کونسل تحلیل کرکے جید علماء پر مشتمل نئی کونسل تشکیل دی جائے: علماء کرام کا متفقہ مطالبہ

کوئٹہ (نمائندہ خصوصی) کوئٹہ کی بیشتر مساجد میں نماز جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں علماء کرام نے طلاق اور حج کے متعلق اسلامی نظریاتی کونسل کے فیصلوں کو غیر شرعی قرار دے کر مسترد کر دیا، جامع مسجد مرکزی میں صوبائی خطیب مولانا انوار الحق نے خطاب کرتے ہوئے اسلامی نظریاتی کونسل کی جانب سے قرآن وسنت کے منافی سفارشات کو مرتب کر کے پارلیمنٹ سے منظوری کے لئے بھیجے جانے کی اطلاعات پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگر حکومت نے ان سفارشات کو قانونی شکل دی تو ملک کے مذہبی حلقے شدید احتجاج کریں گے اور انتشار پھیلے گا حکومت اس کا نوٹس لے اور سفارشات کو معطل کر کے اسلامی نظریات کونسل کی موجودہ باڈی کو تحلیل کر کے تشکیل نو کرے، کیونکہ کونسل کے فیصلے اور سفارشات متنازعہ ہو چکے ہیں، جامع مسجد سنہری کے خطیب مولانا قاری عبداللہ منیر نے نماز جمعہ میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کا مقصد قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق تشکیل دینے میں حکومت اور پارلیمنٹ کی معاونت کرنی ہوتی ہے لیکن موجودہ کونسل نے ایسے قوانین اور سفارشات مرتب کی ہے جو قرآن وحدیث کے منافی ہیں، انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت سزائے موت کو ختم کرنا چاہتی ہے قاتل کی سزا قصاص اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہے حدود اللہ میں تبدیلی نہیں ہو سکتی، حکومت سزائے موت کو ختم کر کے اصل میں شاتم رسول کو سزائے موت سے بچانا چاہتی ہے، انہوں نے افسوس کا اظہار کیا کہ حکومت چوری کو تو ختم نہیں کر رہی بلکہ چوری کی سزا ختم کر رہی ہے، اگر کوئی جرم نہ کرے تو سزا کیونکر ملے گی؟ جامع مسجد صابری میں علامہ مفتی افتخار احمد حبیبی نے مطالبہ کیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کو فوراً ختم کر دیا جائے، جامع مسجد گول سیٹلائٹ ٹاؤن میں شیخ القرآن مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی نے نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں بے دین لابی چھائی ہوئی ہے جو یہود ونصاریٰ اور قادیانیوں کے ایجنٹ ہیں طلاق اور حج جیسے اسلامی شعائر کو اپنی مرضی کے تابع کرنے کی کوشش ہو رہی ہے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی کردار کشی کی جا رہی ہے اور غدار وطن ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو بڑا سائنس دان ثابت کرنے کے لئے کوششیں ہو رہی ہیں، ان کی برسی پر ٹکٹ جاری کیا گیا، اب ذرائع ابلاغ سے ان کو مسلمان ثابت کرنے کا پروپیگنڈا ہو رہا ہے، ایک نجی چینل نے اس کی ذات پر فلم بنانے کا پروگرام بنایا ہے جو قابل مذمت ہے۔ اہل اسلام اس کا نوٹس لیں، مدرسہ مطلع العلوم میں شیخ الحدیث مولانا غلام غوث آربانی نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت اسلامی نظریاتی کونسل تحلیل کر کے تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام پر مشتمل نئی کونسل تشکیل دے، جامع مسجد قندھاری میں مفتی محمد احمد خان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکمران اسلام کے تشخص کو ختم کرنے کی سازشیں کر رہے ہیں اور اسلامی امور کو چھیڑ رہے ہیں، خواتین کی آزادی کے نام پر طلاق جیسے دینی فریضے اور حج جیسی عبادت کو مذاق بنا رہے ہیں، حالانکہ قرآن وسنت نے یہ امور طے کر دیے ہیں، انہوں نے کہا کہ اگر حکومت نے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل کیا تو اس سے انتشار پھیلے گا، جامع مسجد اثنا عشریہ میکا نگی روڈ میں علامہ غلام مہدی نجفی نے کہا کہ عالم کفر مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنا چاہتا ہے، بے گناہ افراد کو قتل کرنے کی کوئی فرقہ اور مذہب اجازت نہیں دیتا، انہوں نے کہا کہ ایک سازش کے تحت فرقہ واریت کو ہوا دی جا رہی ہے، انہوں نے اس امر پر تشویش کا اظہار کیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل فقہ اسلامی کے طے شدہ امور پر انتشار پیدا کر رہی ہے، جامع مسجد اقصیٰ نواں کلی میں مولانا رحمت اللہ موسیٰ خیل نے کہا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات ملک کی نظریاتی سرحدوں پر حملہ ہے، جامع مسجد اقصیٰ میں مولانا یوسف ہزاروی نے کہا کہ نظریاتی کونسل اپنے دائرہ کار میں رہے، جامع مسجد سراج میں مولانا مفتی محمد شفیع نیاز، جامع مسجد نورانی میں مولانا سید نور الدین ہاشمی، جامع مسجد بسم اللہ میں مولانا محمد یٰسین عباسی، جامع مسجد شہید کلی اسماعیل مولانا عبدالہادی، جامع مسجد عمر میں مولانا عبداللہ اور دیگر علماء کرام نے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش کو گمراہ کن قرار دیا۔

پنوعاقل میں سہ ماہی

عشق مصطفیٰ ﷺ کانفرنس

پنوعاقل (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و شبان ختم نبوت پنوعاقل کے زیر اہتمام ساتویں سہ ماہی عشق مصطفیٰ ﷺ کانفرنس گزشتہ دنوں شہر کی مرکزی … میں منعقد ہوئی، جس کی … تحفظ ختم نبوت پنوعاقل کے امیر حضرت مولانا قاری عبدالحمید شیخ نے کی۔ جبکہ خصوصی مہمان نوجوانوں کے دلوں کی دھڑکن، فاتح مرزائیت عاشق مصطفیٰ حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی صاحب تھے دیگر مقررین میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے مبلغ مولانا محمد راشد مدنی مجلس علماء اہلسنت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا علامہ عبدالغفور حقانی شجاع آباد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میر پور خاص کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی، مولانا محمد حسین ناصر مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر اور ان کے علاوہ شہر بھر کے مقامی علماء کرام وخطباء عظام نے بھی شرکت کی۔ مولانا محمد اکرم طوفانی نے اپنے فکر انگیز اور ایمان افروز بیان میں کہا کہ یہ ختم نبوت کا مسئلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا مسئلہ ہے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کا تقدس باقی ہے تو پورے کا پورا دین بھی باقی ہے، مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت سید کائنات کی ذات مبارک کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے مسلمانوں کے ایمان کا امتحان لے رہے ہیں جب کہ ہم انہیں بتادینا چاہتے ہیں کہ جب تک ایک مسلمان بھی زندہ ہے اپنے آقا و مولا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور ناموس کے تحفظ کی خاطر اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہادیں گے لیکن حضور کے باغیوں کو کسی صورت بھی برداشت نہیں کریں گے۔ انہوں نے نوجوانوں پر زور دیا کہ اپنی مہکتی ہوئی جوانیاں سرکار دو عالم کے تاج وتخت ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف کردیں، قادیانیوں سے ہماری کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہم ان کے خیر خواہ ہیں اور ہم آج بھی ان کے سربراہ مرزا مسرور اور دیگر مرزائیوں کو دعوت دیتے ہیں کہ آئیے رحمت للعالمین کے دامن شفقت میں پناہ لیجئے، کیونکہ اس کے سوا اور کوئی فلاح ونجات کا ذریعہ باقی نہیں۔ کانفرنس میں خانوادہ بالیجی شریف کے چشم وچراغ حضرت مولانا صاحبزادہ غلام اللہ بالیجوی نے خصوصی شرکت فرمائی۔ کانفرنس کے تمام تر انتظامات قاری عبدالقادر چاچڑ، غلام بشیر شیخ، حافظ ایاز شیخ، عبدالغفار اسعدی، حاجی عبدالغنی شیخ، حاجی بلال احمد شیخ، ماسٹر عبدالرحمن شیخ، حافظ عبدالقدیر شیخ اور دیگر دوستوں نے سنبھالے ہوئے تھے، الحمد للہ! کانفرنس ہر لحاظ سے کامیاب رہی۔

گوجرہ میں ختم نبوت کانفرنس

سے علماء کرام کا خطاب

گوجرہ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد عائشہ نیو ماڈل ٹاؤن میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت مقامی امیر مولانا محمد اسلم چشتی نے کی۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، ماموں کانجن سے مجلس کے پُرجوش راہنما مولانا ضیاء الدین آزاد، پیر طریقت حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ دامت برکاتہم کے فرزند ارجمند مولانا سید محمد زکریا، مجلس فیصل آباد کے مبلغ قاضی عبدالخالق نے خطاب کیا، جبکہ مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے معاون امیر مرکزیہ الحاج صاحبزادہ مولانا عزیز احمد خانقاہ سراجیہ تھے۔ علماء کرام نے اپنے خطاب میں کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا اور قادیانیت کو کھلے اور سر عام دندنانے کی اجازت نہیں دی جائے گی، انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد ہے اور قادیانیوں نے اس بنیادی عقیدہ سے انحراف کر کے اپنے آپ کو خود ملت اسلامیہ سے الگ کرلیا ہے۔ مقررین نے کہا کہ قادیانیوں کی نام نہاد تبلیغ کسی طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتی ہے، لہٰذا حکومت قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہ کر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

شبان ختم نبوت پنوعاقل کے

عہدیداران کا انتخاب

(نامہ نگار) پنوعاقل میں شبان ختم نبوت کی بنیاد ۱۹۹۴ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما منا ظر اسلام مولانا جمال اللہ الحسینی نے رکھی تھی۔ الحمد للہ! انہی دنوں سے شبان ختم نبوت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شانہ بشانہ اپنی خدمت سرانجام دے رہی ہے، گزشتہ دنوں شبان ختم نبوت پنوعاقل کی تنظیم نو کے لئے ایک انتخابی اجلاس منعقد ہوا جس میں دینی وعصری تعلیمی اداروں کے طلباء اور دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں نے بھرپور شرکت کی اجلاس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پنوعاقل کے نائب ناظم اور شبان ختم نبوت کے سابق صدر جناب غلام شبیر شیخ نے کی، تمام حاضرین اجلاس نے اتفاق رائے سے آئندہ تین سال کے لئے مشتاق علی منگی کو شبان ختم نبوت کا صدر اور حافظ ایاز شیخ کو جنرل سیکریٹری منتخب کیا۔ جب کہ دیگر

عہدیداروں میں مولانا اظہر حسین الحسینی، نائب ''صدر اول'' حافظ فہد کورائی نائب صدر دوم، شاکر سلمان قریشی نائب ناظم اول، منیر احمد چاچڑ نائب ناظم دوم حافظ عبدالقدیر شیخ ''خازن'' مولانا جاوید احمد ناظم تبلیغ جبکہ محمد جاوید ملک کو پریس سیکریٹری منتخب کیا گیا، اس موقع پر نومنتخب صدر مشتاق منگی اور جنرل سیکریٹری حافظ ایاز شیخ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم تمام نوجوان مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنے ذاتی، سیاسی اور مسلکی اختلافات سے بالاتر ہوکر خالصتاً حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر شبانِ ختم نبوت میں شامل ہوں، ہم قائد تحریک ختم نبوت شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم اور اپنے دیگر اکابرین کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہم تحفظ ختم نبوت اور تردید مرزائیت کے لئے ہراول دستے کا کردار ادا کریں گے، تمام دینی مدارس، اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز میں ختم نبوت کی مہم چلا کر انشاء اللہ پاکستان اور پوری دنیا کو قادیانیت کے ناپاک وجود سے پاک کریں گے۔ انتخابی اجلاس کے آخر میں جناب غلام شبیر شیخ کی جانب سے تمام حاضرین کو ظہرانہ دیا گیا۔

آل پارٹیز طلبا کانفرنس، لاہور

لاہور (محمد عارف شامی) فتنہ قادیانیت ایک مرتبہ پھر اپنی جڑیں مضبوط کررہا ہے، نوجوان نسل اس مسئلہ پر متحد ہوکر اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے ایک مشترکہ پلیٹ فارم پر متحد ہوجائے، صوبہ سرحد میں امریکی آپریشن سے ملکی سالمیت اور وحدت کو جو خطرات درپیش ہیں، اس پر تمام اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے تمام سیاسی جماعتوں کو متفقہ لائحہ عمل طے کرنا چاہئے۔ ان خیالات کا اظہار گزشتہ روز جمعیت طلبا اسلام کے زیراہتمام ہمدرد ہال لٹن روڈ لاہور میں ایک آل پارٹیز طلبا کانفرنس میں مختلف طلبا تنظیموں اور سیاسی و مذہبی جماعتوں کے نمائندگان نے خطاب کرتے ہوئے اور مشترکہ اعلامیے میں کیا۔

آل پارٹیز طلبا کانفرنس سے جمعیت علماء اسلام (ف) کے مرکزی سیکریٹری اطلاعات مولانا محمد امجد خان، صوبہ پنجاب کے راہنما مفتی محمد عثمان، مولانا محمد الیاس، جمعیت طلبا اسلام کے مرکزی صدر حافظ نصیر احمد احرار، انصاف اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے غلام مصطفیٰ مبشر، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، حافظ احسان الحق ناظم انجمن طلبا اسلام، جماعت اسلامی کے ڈاکٹر فرید پراچہ، جی یو آئی کے حافظ ندیم شہزاد، تحریک انصاف کے اعجاز احمد چوہدری، جماعۃ الدعوۃ کے آصف خورشید، مصطفوی اسٹوڈنٹس کے ساجد ندیم گوندل، جے یو آئی کے محمد زکریا، خالد احمد، احمد مدنی، ظفر اللہ کاکڑ، حافظ شفیق الرحمٰن، محمد نور آزاد، رحمت اللہ حیدری، عطاء اللہ کاکڑ، محمد الیاس اعوان اور دیگر راہنماؤں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت مختلف روپ دھار کر تعلیمی اداروں میں نوجوان نسل کو گمراہ کرنے میں مصروف ہے، فتنہ قادیانیت کے تعلیمی اداروں سے سدباب کے لئے تمام طلبا تنظیموں کو تعلیمی اداروں میں مل کر مشترکہ پروگرام کرنے چاہئیں، اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے تمام جماعتوں کو مشترکہ لائحہ عمل طے کرنا ہوگا، مقررین نے کہا کہ اس وقت امریکا دیدہ دلیری سے ہمارے قبائلی علاقوں میں آپریشن کررہا ہے، اس پر حکومت پاکستان کی خاموشی قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہے، اور عالمی طاقتیں اس کوشش میں ہیں کہ پاکستان کا گھیراؤ کرکے اس کی آزادی کو چھین لیا جائے۔ مقررین نے کہا کہ حکومت پاکستان امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے حوالے سے اپنا بھرپور کردار ادا کرے اگر حکومت نے امتناع قادیانیت پر سرد مہری کا مظاہرہ کیا تو س پر بھرپور تحریک چلائیں گے، مقررین نے کہا کہ قبائل میں آپریشن کو بند کرانے کے لئے پارلیمنٹ کی قرارداد پر عمل کرتے ہوئے تمام سفارتی ذرائع عمل میں لاکر پارلیمنٹ کی بالادستی کو یقینی بنایا جائے، اس آل پارٹیز کانفرنس سے پیپلز اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے راحیل شاہ، جمعیت طلبا عربیہ کے حافظ محمد بلال آئی ایس او کے عون حیدری اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔

قراردادیں:

☆...... پارلیمنٹ کی بالادستی قائم کرنے کے لئے پارلیمنٹ کے بعد کرہ اجلاس کی قرارداد کو موثر بنانے کے لئے قبائل میں آپریشن بند کرانے کے لئے سفارتی ذرائع سمیت تمام ذرائع کو بروئے کار لایا جائے۔

☆...... دینی مدارس اور دیگر تعلیمی اداروں میں ردِ قادیانیت پر پروگرام رکھے جائیں۔

☆......۱۹۷۳ء کا آئین بحال کرکے فتنہ قادیانیت کا سدباب کیا جائے۔

☆...... قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔

☆......کوئی طلبا تنظیم کسی قادیانی کو کسی طرح سپورٹ نہ کرے۔

☆......حکومت امتناع قادیانیت کے حوالے سے آئینی کردار ادا کرے۔

☆...... یہ آل پارٹیز کانفرنس حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ کراچی میں امن وامان کو تباہ کرنے والوں کے خلاف موثر کارروائی کرے۔

☆...... جدید تعلیمی اداروں کے داخلہ فارم میں ختم نبوت کا خانہ رکھا جائے۔

۹......جدید اداروں کے نصاب تعلیم میں ختم نبوت پر مستقل لٹریچر شامل نصاب کیا جائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

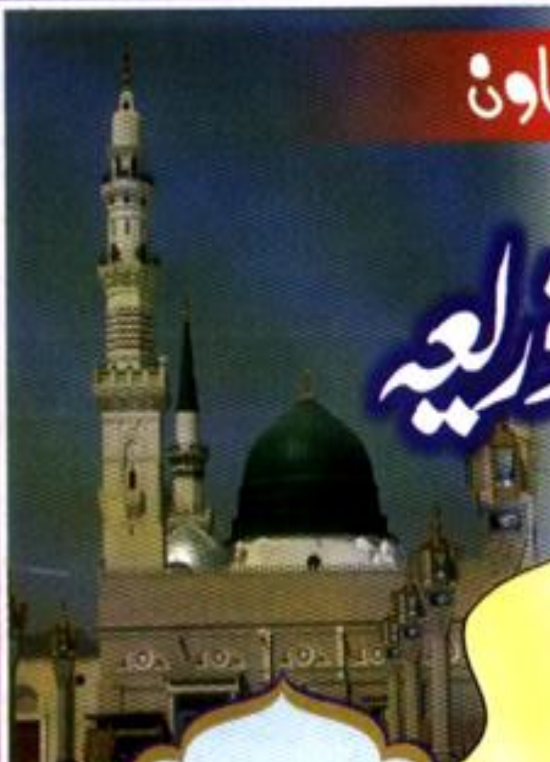

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں

شرکت کے لئے زکوٰة، صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

کو دیجیے

اپیل کنندگان

مولانا خواجہ خان محمد

امیرِ مرکزیہ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

نائب امیرِ مرکزیہ

مولانا عزیز الرحمٰن

ناظمِ اعلیٰ

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 4583486-45141522 فیکس: 4542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔